

## روزے کی اصل روح

سالہا سال سے رمضان ہماری زندگی میں ہر سال اسی طرح آتا ہے اور ہم اس ماہ مقدس کے روزوں کا بھی اہتمام کرتے ہیں اور دیگر عبادات کی طرف بھی توجہ کرتے ہیں۔ لیکن کیا بات ہے کہ اس سب کے باوجود نیکی کا ماحول قائم نہیں ہو سکا اور ہمارے اندر کوئی مثبت تبدیلی نہیں پیدا ہوئی۔

اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم ابھی تک روزے کی روح تک نہیں پہنچ پائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة أن يدع

طعامه وشرابه . )) (صحیح بخاری)

یعنی جس نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹ اور اعمالِ بد نہ چھوڑے تو اللہ کو صرف کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان تمام آداب کو ملحوظ رکھیں جن کے بغیر ہمارے روزے محض کار عبث کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بامقصد روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

## رمضان میں اہتمام عبادت اور للہیت

رمضان کا مہینا آتا ہے تو اپنے دامن میں خیر و برکت اور سعادت و خوش نصیبی کے ذخیرے لاتا ہے لوگوں کے بُرے جذبات و عِزائم سرد پڑ جاتے ہیں۔ جو لوگ سال بھر عبادت سے غافل رہتے ہیں وہ اس مہینے میں عبادت میں لگ جاتے ہیں اور جو ہمیشہ عبادت کرتے رہتے ہیں اس مہینے میں ان کا جذبہ عبادت کچھ اور ہی تیز ہو جاتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں عبادتوں کا درجہ و مقام اور اجر و ثواب بھی باقی مہینوں کی بہ نسبت بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے یہ مہینا خیر و برکت سے مالا مال ہونے کے لیے ایک بہت ہی غنیمت موقع کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی برکتوں سے محرومی بڑی عبرت ناک ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس مہینے کے آخری دس دنوں کو مزید خصوصی اہمیت دی ہے آپ ﷺ آخری عشرہ آتے ہی کمر کس کر تیار ہو جاتے، پوری پوری رات عبادت میں گزارتے اور اہل و عیال کو بھی بیدار رکھنے کا اہتمام فرماتے، اسی آخری عشرے کا واقعہ ہے کہ آپ نے ایک سال تین روز رات کی نماز جماعت سے پڑھائی اور پھر اس اندیشے سے جماعت بند کر دی کہ کہیں یہ نماز فرض نہ کر دی جائے، اور پھر یہ مسلمانوں پر ایک ناقابل برداشت بوجھ بن جائے۔ اسی آخری عشرے کی ایک طاق رات لیلة القدر ہوا کرتی ہے جس کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے افضل ہے اور جس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((من صام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه .)) (متفق علیہ)

”جو رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزہ رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور جو رمضان کی راتوں میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کرے (نماز تراویح پڑھے) اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو لیلة القدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کرے (نماز تراویح پڑھے) اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

اس ترغیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے رمضان میں عموماً اور لیلة القدر میں خصوصاً ہمیشہ تراویح اور عبادت کا خاص اہتمام کیا لیکن امت کا یہ بڑا دردناک المیہ ہے کہ جس طرح اور اسلامی کاموں کی روح نکل گئی رسم باقی رہی، مغز جاتا رہا اور چھلکا باقی رہا (جس کی تزئین و آرائش کا اتنا اہتمام کیا گیا کہ دیکھنے والوں کی نگاہیں خیرہ ہو جائیں) اسی طرح رمضان کے آخری عشرے اور لیلة القدر کی عبادتوں کی روح بھی نکل گئی اور جو کچھ باقی رہا وہ محض بے جان چھلکا ہے۔

سب لوگ جانتے ہیں کہ عبادت میں اور خصوصاً نماز میں بندے اور اللہ کے درمیان ایک خصوصی ربط ہوتا ہے۔ بندہ اپنی روح بلکہ پورے وجود کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے گرد و پیش کے حالات سے بالکل بے نیاز اور بے تعلق ہو کر اللہ سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ اور عجز و نیاز کے ساتھ اپنی دنیوی اور اخروی حاجات پیش کر کے دونوں جگہ کے خیر کا طالب ہوتا ہے۔ یہ کیفیت صرف یہی نہیں کہ یکسوئی چاہتی ہے بلکہ ایسی تنہائی بھی چاہتی ہے کہ اس میں نہ کوئی خلل ہو سکے نہ کسی کو اس کا علم ہو سکے۔

اگرچہ بعض مصالح کے پیش نظر اس تنہائی کو شرعاً لازم نہیں قرار دیا گیا ہے تاہم پسندیدہ ضرور گردانا گیا ہے اور سارے علاقہ دنیا سے کٹ کر پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز میں یکسوئی تو بہر حال لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس یکسوئی میں خیالات اور دوسووں ہی کے ذریعے سہی جس قدر خلل ہوگا عبادت اتنی ہی ناقص ہوگی اور یہی وجہ ہے کہ عبادت کو نمائش اور ریاکاری سے آلودہ کرنا سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ایسی عبادت کو اللہ تعالیٰ رد کر دے گا۔ (مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ)

## الاعنصل

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

02 رمضان المبارک 1434ھ جمعہ المبارک 12 تا 18 جولائی 2013ء

شماره 28 جلد 65

## مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلغوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

## مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

## مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی

## کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد

0333-4786507

0344-4656461

## جواہر پارے

روزے کی اصل روح

## کلمہ طیبہ

رمضان میں اہتمام عبادت اور للہیت

## اداریہ

روزے کا مقصد

## درس قرآن

تفسیر سورۃ الصُّفَّت ..... (۱۲)

## درس حدیث

اربعمین اعتقادی ..... (۲)

## عبادات

ماہِ صیام مختصر مستند فضائل و مسائل

## تحقیق و تنقید

مسئلہ وسیلہ اور طاہر القادری کا مقالہ ..... (۲)

## تعلیم و تربیت

صدقہ و خیرات کے مختلف پہلو ..... (۱)

## مقالات علمیہ

انسانی زندگی، فکری و شعوری ارتقاء ..... (۲) آخری (عبدالعظیم جانان)

## شعر و ادب

مرحبا! ماہِ صیام

(مولانا صفی الرحمن مبارکپوری روضہ)

(حافظ احمد شاہر)

(مولانا ارشد الحق اثری)

(ریاض عاقب اثری)

(عابد مجید مدنی)

(مولانا عبدالرحمن فنیاء)

(ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن)

(عبدالعظیم جانان)

(ماہر القادری)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور  
 کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال گنج پراج لاہور  
 فون نمبر : 042-3735 4406  
 فیکس نمبر : 042-37229802  
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی پرچہ : 12/- روپے  
 سالانہ : 500/- روپے  
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال }  
 60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یار ڈپرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

## روزے کا مقصد

رمضان المبارک کی آمد سے چند دن قبل مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ شباب کا یہ اداریہ نظر سے گزرا تو دل نے چاہا کہ قندمکر کے طور پر اس سے استفادے اور کیفیتِ سرور میں قارئین کو بھی شریک کرنا چاہیے۔ (ادارہ)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

[البقرة: ۱۸۳]

”مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض تھا اسی طرح تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم گناہوں سے بچو۔“  
رمضان المبارک شروع ہو چکا ہے اور یہ شہر مبارک و مقدس دنیا پر سایہ فگن ہو رہا ہے۔ آج سے اس انوار و تجلیات سے بھرپور مہینے کا شامیانہ رحمت سارے عالم پر تن گیا ہے، اور گونا گوں روحانی کیفیات سے اللہ کے متدین و صالح بندے پورا مہینا بہرہ مند ہوتے رہیں گے۔ شریعت محمدی (علیہ آلف تحیۃ و سلام) میں رمضان المبارک اور روزہ داروں کے لیے انتہائی فضائل و مناقب مذکور ہیں، مثلاً: حدیث شریف میں آتا ہے:

((من صام رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه . ))

یعنی جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کے تقاضوں کے پیش نظر رکھے اور اللہ سے اجر چاہا۔ اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

((إن في الجنة لباباً يدعى الريان يدعى له الصائمون فمن كان من الصائمين دخله ومن دخله لم يظمأ أبدا . ))

”جنت میں ایک مخصوص دروازہ ہے جو ”ریان“ کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں سے گزرنے کی دعوت صرف روزے داروں کو دی جائے گی جو شخص اس دروازہ میں سے گزر کر جنت میں دخل ہوا، پیاس کی کلفتوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بچ گیا۔“

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے روزہ کی عبادت کے بارے میں فرمایا:

((فإنه لي وانا أجزي به . ))

یعنی روزہ دار نے بھوک اور پیاس کی تمام تکلیفیں صرف میری رضا جوئی کے لیے برداشت کی ہیں۔ اب اس کا اجر بھی میرے ہی ذمہ ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك .

یعنی عدم اکل و شرب کی وجہ سے روزہ دار کے منہ میں ایک طرح کی جو بوسی پیدا ہو جاتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوش بو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ رمضان کے یہ بے شمار فضائل کس بنا پر ہیں؟ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مہینے میں اکل و شرب کا اہتمام بہت کم ہوتا ہے؟ یا یہ کہ روزہ ایک نوع کی نفس کشی کی ایک صورت ہے؟ یا یہ اس لیے ہے کہ اس میں رہبانیت اور تصوف سے ایک مماثلت سی پائی جاتی ہے؟..... نہیں، اس کی یہ وجہ نہیں ہے..... حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے لوگوں کے سامنے مذہب کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔ اس میں راہبانہ طرزِ حیات کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس یہاں معاملہ یہ ہے کہ اسلام میں دین و دنیا کی تفریق ہی نہیں، یعنی اسلام میں مذہب کا یہ تصور بالکل ناپید ہے کہ مذہب کا نام لیتے ہی انسان دنیوی آرام و آسائش سے دستکش ہو جائے۔ اسلام نے بلاشبہ روح کی پاکیزگی اور قلب کی تطہیر پر زور دیا ہے لیکن..... وان لنفسك عليك حقا "تیری جان کے بھی تجھ پر حقوق ہیں" کہہ کر جسم اور روح کی جدائی کے اس تصور کو کہ ان دونوں کی راہیں متضاد و متخالف سمتوں کو نکلتی ہیں، بالکل ختم کر دیا اور..... ولا تنس نصيبك من الدنيا "دنیا سے جو تیرا حصہ ہے اسے فراموش مت کر" کے فرمان سے یہ واضح کر دیا کہ دنیا کی نعمتوں اور اس کی آسائشوں میں مسلمان برابر کا حصہ دار ہے۔

روزہ رکھنے کا محض یہ مقصد نہیں کہ انسان بھوکا رہے اور صبح سے لے کر شام تک تشنہ ذہن و تشنہ کام رہے اگر روزہ صرف بھوک اور پیاس ہی سے عبارت ہوتا تو رمضان کے استقبال کے روزہ سے لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم او یومین۔ "تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے بغرض استقبال روزہ نہ رکھے" کہہ کر روزہ نہ جاتا۔ تسحر و افان فی السحور برکة "سحری ضرور کھاؤ۔ اس میں برکت ہے" کا حکم نہ ہوتا۔ لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر "لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک کہ جلدی افطار کرتے رہیں گے" کا ارشاد نہ ہوتا۔ اسی طرح ایام تشریق کو ایام اکل و شرب و ذکر اللہ یعنی کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن نہ قرار دیا جاتا بلکہ کوشش یہ کی جاتی، کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ دیر تک بھوکا اور پیاسا رہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام انسان کے کھانے پینے، اور رہنے سہنے کے معیار میں دخل انداز ہونا نہیں چاہتا اسلام کا منشا تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کی متعین کی ہوئی سمتوں پر اپنے قافلہ قول و عمل کو چلانا ہے اور روزہ کی فرضیت کا مقصد یہی ہے کہ انسان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جذبہ ابھرے اور اس کے قلب و روح میں اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس کے ذکر و مدح کا داعیہ پیدا ہو۔

روزہ کی غرض و غایت محض یہ ہے کہ انسان ان تمام جنسی داعیات سے دستکش ہو جائے اور ان جذبات سے اللہ کی خوشنودی خاطر کی غرض سے علیحدگی اختیار کر لے جو روزہ کے سوا اس پر ممنوع نہیں قرار دیئے گئے۔ وہ اپنی اطاعت کیشیوں کا مرکز صرف اللہ کو قرار دے اور اسی کے احکام کی روشنی میں اپنی خواہشات کی حدود کی تعیین کرے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ وہ اس وقت نہ کھائے جب فطرت کا تقاضا مجبور کرے اس وقت نہ پیے جب طبیعت پینے کے لیے بے قرار ہو بلکہ اس وقت کھائے اور اس وقت پیے جب اللہ کا حکم ہو۔ ادھر دن بھر نہیں کھایا، نہیں پیا تو یہ عبادت تھی کیونکہ اللہ کا یہی حکم تھا۔ ادھر سرشام کھانے پینے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے تو یہ عین اللہ کی اطاعت ہے، کیونکہ اس نے نہ صرف یہ کہ اکل و شرب کی پابندیوں سے انسان کو سحری تک کے لیے آزاد کر دیا ہے بلکہ وہ مصر ہے کہ ایسا کیا جائے۔

اگر روزہ پر اس طرح غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمیں یہ عزم و ایمان کی اتنی دولت سے مالا مال کرتا ہے کہ ہم اپنا مرکز اطاعت عملی طور سے صرف اللہ کو قرض دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور باقی ہر قسم کے بندھنوں سے نجات پا جاتے ہیں، حتیٰ کہ روزمرہ کے فطری داعیات سے بھی دامن چھڑا لیتے ہیں۔

## تفسیر سورة الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری

سے کسی مردہ کی بوسیدہ ہڈی لیے ہوئے آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے توڑ کر اور اس کے اجزا ہوا میں اڑا کر کہا: اے محمد ﷺ تم کہتے ہو مردے پھر زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ بتلاؤ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جس پر سورہ یس کی آیت: ۷۷، ۷۸ نازل ہوئیں۔ (ابن کثیر: ۷۷/۳)

جانبی عربی شاعر کہتا ہے:

أَمُوتْ ثُمَّ بَعَثْ ثُمَّ حَشِرْ  
حَدِيثُ خِرَافَةٍ يَا أَمَّ عَمْرٍ

”کیا موت کے بعد پھر اٹھایا جاتا ہے، پھر جمع ہونا ہے، اے ام عمر یہ فضول بات ہے۔“

ابوبکر شداد بن اسود اللیش المعروف ابن شعوب نے مسلمان ہونے سے پہلے بدر میں قتل ہونے والوں کا مرثیہ کہا جس میں اس نے قیامت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا:

يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَا  
وَكَيْفَ حَيَالَةُ أَصْدَاءِ وَهَامٍ

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۹۲۱)

”ہمیں رسول بتلاتا ہے کہ عنقریب ہم زندہ ہوں گے۔ ہڈیاں اور کھوپڑیاں گل سڑ جاتی ہیں تو ان میں (نئی) زندگی کیسے؟“

انھیں اپنے اس موقف پر اس قدر یقین تھا کہ اس پر قسمیں کھاتے تھے:

﴿وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۳۸]

”اور انھوں نے اپنی کچی قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی قسم

﴿إِنَّمَا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّنَا لَمَبْعُوثُونَ ۝  
أَوْ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۝ فَإِنَّمَا  
هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ﴾

[الصّٰفّٰت: ۱۶-۱۹]

”کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو چکے تو کیا واقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں؟ اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟ کہہ دے: ہاں! اور تم ذلیل ہو گے۔ سو وہ بس ایک ہی ڈانٹ ہوگی تو یکا یک وہ دیکھ رہے ہوں گے۔“

یہ ان کے مذاق کی تعبیر ہے جس کی وجہ سے وہ قیامت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ وہ کہتے جب ہم مرجائیں گے۔ گل سڑ کر مٹی ہو جائیں گے ہمارے اجزاء بکھر جائیں گے تو عقل یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ مزید تعجب یہ کہ کیا ہمارے آباء و اجداد بھی اٹھائے جائیں گے؟ اسی اشکال کی وجہ سے وہ سمجھتے تھے کہ جو قیامت سے ڈراتے ہیں وہ دیوانے ہیں۔ ایسا بھی کبھی ہو سکتا ہے! حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے باپ عاص بن وائل نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی مزدوری ادا کرنی تھی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اس کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: جب تک محمد ﷺ کا انکار نہیں کرو گے تم نہیں دوں گا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مرکز دوبارہ زندہ ہو جاؤ، تب بھی آپ ﷺ کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ عاص نے کہا: کیا مرکز زندہ ہونا ہے؟ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک، عاص نے کہا: اچھا وہیں میرا مال ہوگا وہاں رقم دے دوں گا۔

(صحیح بخاری: ۴۷۳۲)

یہی عاص بن وائل اور بعض آثار میں ہے: ابی بن خلف، قبرستان



اَشَدُّ خَلْقًا ﴿الصّٰفّٰت: ۱۱﴾ میں بیان ہو چکی ہے۔ اب اس کے وقوع کے لیے خبر صادق، جس کی صداقت بذریعہ معجزات واضح ہو چکی ہے، کا ”نعم“ کہہ دینا ہی کافی ہے۔ اور یہ اس کی دلیل قاطع ہے۔ ﴿ذٰخِرُونَ﴾ کے معنی ذلیل ہونے، حقیر ہونے کے ہیں۔ اسی معنی میں ایک اور جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ ذٰخِرِيْنَ۝۶۰﴾ [المؤمن: ۶۰]

”اور تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔“ یہ اندازِ جواب دراصل حقیقتِ حال کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی ابی بن خلف کے جواب میں، جب اس نے بوسیدہ ہڈی کو ہوا میں بکھیرتے ہوئے کہا تھا کہ اسے بھی اٹھایا جائے گا، فرمایا تھا:

((نعم ثم يحيلك ثم يدخلك جهنم .))

(ابن کثیر: ۷۶۷/۳)

”ہاں تمہیں زندہ کیا جائے گا پھر تمہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔“

سورۃ النمل میں بھی اسی حقیقت کا یوں بیان ہوا ہے:

﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ وَ كُلٌّ اَتٰوْهُ ذٰخِرِيْنَ۝۸۷﴾ [النمل: ۸۷]

”اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو بھی آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، گھبرا جائے گا مگر جسے اللہ نے چاہا اور وہ سب اس کے پاس ذلیل ہو کر آئیں گے۔“

یہاں بھی وہی کفار مراد ہیں کیونکہ اس سے پہلے مکذبین ہی کا بیان ہے۔ انھی بد نصیبوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا

کھائی کہ اللہ اسے نہیں اٹھائے گا جو مر جائے۔ کیوں نہیں! وعدہ ہے اس کے ذمے سچا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ کفار کی طرف سے قیامت کا انکار متعدد مقامات پر بیان ہوا ہے۔ دیکھیے: الاسراء: ۴۹، ۹۸۔ المؤمنون: ۳۳، ۳۷۔ سباء: ۳۔ الواقعة: ۴۷ وغیرہ۔

اس انکار پر بہ طور حجت بازی وہ کہتے تھے:

﴿وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اٰتُوْا بَاٰتِنَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝۲۵﴾

[الحاثیۃ: ۲۵]

”اور انھوں نے کہا ہماری اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی (زندگی) نہیں، ہم (یہیں) جیتے اور مرتے ہیں اور ہمیں زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا، حالانکہ انھیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ محض گمان کر رہے ہیں۔“ یہ محض ان کی حجت بازی تھی کیونکہ ان کے آباء و اجداد نے بھی اس دنیا میں نہیں قیامت کے دن اٹھنا ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۲۶﴾ [الحاثیۃ: ۲۶]

”اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کی دلیل اس کے سوا کچھ نہیں ہوتی کہ کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ، اگر تم سچے ہو۔“

یہاں بھی ان کا اپنے آباء و اجداد کے بارے میں اٹھائے جانے کا سوال ان کے اسی عقلی ڈھکوسلے کی بنا پر ہے کہ وہ کب کے مر کر مٹی ہو چکے کیا انھیں بھی اٹھایا جائے گا؟

﴿قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ ذٰخِرُونَ﴾ ان کے سوال کے جواب میں فرمایا: کیسے ہاں، تم لوگ اٹھائے جاؤ گے اس وقت نہایت ذلیل ہو گے۔ سوال کے جواب میں کوئی دلیل بیان نہیں ہوئی کیونکہ قیامت پر پہلے یقینی عقلی دلیل ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ

يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝

[القلم: ۴۲، ۴۳]

”جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور وہ سجدے کی طرف بلائے جائیں گے تو وہ طاقت نہیں رکھیں گے۔ ان کی نگاہیں

پنچی ہوں گی، ذلت انھیں گھیرے ہوئے ہوگی، حالانکہ انھیں سجدے کی طرف بلایا جاتا تھا، جب کہ وہ صحیح سالم تھے۔“  
یہ ذلت قبروں سے اٹھتے ہی ان کا مقدر ہوگی۔ میدانِ محشر میں بھی ذلیل ہوں گے اور جہنم میں بھی ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔  
اعاذنا اللہ من ذلک .

### ضرورت قاری صاحب

منڈی بہاء الدین کے ایک قصبہ کی مسجد اہل حدیث میں ایک قاری صاحب کی فوری ضرورت ہے جو بچوں کو تعلیم قرآن کریم کے ساتھ ساتھ تربیت و اخلاق کی تعلیم بھی دے سکے۔ شادی شدہ اور پڑھی لکھی اہلیہ والے محنتی و تجربہ کار استاذ کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہش مندرابطہ کر کے تشریف لائیں۔ (ابو حظلہ: 0321-7744236، بابا مشتاق: 0341-3812113)

### حافظ عبدالمنان اوکاڑوی کی وفات

مولانا عبداللہ یوسف، ناظم دارالحدیث اوکاڑا، کے ماموں زاد بھائی حافظ عبدالمنان دودن ہسپتال میں زیر علاج رہ کر ۲۷ جون ۲۰۱۳ء کو وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ نیز اسی روز شیخ محمد سعید شمسی لیبارٹری والے کی اہلیہ وفات پا گئیں۔ ان کی نماز جنازہ پاک میرج ہال میں حافظ محمد سعید، امیر جماعت الدعوة، نے پڑھائی۔ احباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (عبداللہ یوسف، مولانا عبدالرحمان)

## پروفیسر بل شاکرؒ سیرت ایوارڈ ۱۴۳۴ھ

پروفیسر بل شاکرؒ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اقوالیات اور مخطوطات کے حوالے سے ایک عظیم الشان لائبریری، ایسی کتب کے نام سے قائم کی۔

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی محبت کی یاد میں اس ایوارڈ کا اجراء ۲۰۱۰ء میں کیا گیا

- اس مقابلے میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شائع ہونے والی اردو نثری، مترجم اور منظوم کتب شامل کی جائیں گی۔
- اس مقابلے میں ۱۴۳۴ھ کے دوران شائع ہونے والی کتب شامل ہوں گی۔
- ہر کتاب کی چار عدد کا پیاں ۱۵ محرم ۱۴۳۵ھ تک وصول ہونا چاہئیں، بعد میں یا کم آنے والی کتابیں مقابلے میں شامل نہیں ہوں گی۔
- منصفین کا فیصلہ حتمی ہوگا اور اُس کا احترام کیا جائے گا، فیصلے کا اعلان ریج الاول میں کیا جائے گا۔

پہلا انعام:-/25000 روپے دوسرا انعام:-/15000 روپے تیسرا انعام:-/10000 روپے

### تیسرے سیرت ایوارڈ کے انعام یافتگان

تیسرا: ہجرت خیر البشرؒ

دوسرا: ایک دن حضورؐ کے ساتھ

اول: پاور مینی فیسٹو آف سیرۃ

کتابیں بھجوانے کا پتہ: ایچ کتب 94 حبیب پارک، بالمقابل منصورہ، ملتان روڈ، لاہور فون: 0300 9401474 0321 4589419



## اربعین اعتقادی

ترجمہ و فوائد  
حافظ ریاض عاقب اثری

## فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

قال: فأخبرني عن الساعة؟ قال: ((ما المسؤول عنها بأعلم من السائل)). قال: فأخبرني عن أماراتها؟ قال: ((أن تلد الأمة ربتها، وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون في البنيان)). قال: ثم انطلق، فلبثت مليا، ثم قال لي: ((يا عمر! أتدري من السائل؟)) قلت: الله ورسوله أعلم۔ قال: ((فإنه جبريل أتاكم يعلمكم دينكم)). (صحيح بخاري، رقم الحديث: ٥٠، صحيح مسلم، رقم الحديث: ٩ واللفظ لمسلم)

## امور ایمان کا بیان:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”مشرق و مغرب کی طرف منہ پھیرنا ہی نیکی نہیں بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لے آیا۔“

۲: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ اچانک ایک آدمی ہمارے پاس آیا جو بہت ہی سفید لباس میں ملبوس اور انتہائی سیاہ بالوں والا تھا، اس پر سفر کے آثار نمایاں نہ تھے اور ہم میں سے بھی کوئی اسے نہیں پہچانتا تھا، حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ لیے، اور پوچھا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

باب: أمور الإيمان وقول الله تعالى: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ... الآية﴾ [البقرة: ۱۷۷]  
۲: عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: بينا نحن عند رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ذات يوم، إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب، شديد سواد الشعر، لا يرى عليه أثر السفر، ولا يعرفه منا أحد، حتى جلس إلى النبي صلی اللہ علیہ وسلم، فأسند ركبتيه إلى ركبتيه، ووضع كفيه على فخذيه، وقال: يا محمد! أخبرني عن الإسلام؟ فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ((الإسلام: أن تشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمدا رسول الله، وتقيم الصلاة، وتؤتي الزكاة، وتصوم رمضان، وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلا)). قال: صدقت، قال: فعجبنا له، يسأله ويصدقہ۔ قال: فأخبرني عن الإيمان؟ قال: ((أن تؤمن بالله، وملائكته وكتبه، ورسوله، واليوم الآخر، وتؤمن بالقدر خيره وشره)). قال: صدقت۔ قال: فأخبرني عن الإحسان؟ قال: ((أن تعبد الله كأنك تراه، فإن لم تكن تراه فإنه يراك)).

ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے تمہارے پاس تشریف لائے تھے۔“

### فوائد:

- ۱: نبی کریم ﷺ کے تواضع کا اظہار کہ وہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔
- ۲: عالم و معلم کے لیے مخصوص جگہ مقرر کرنا تاکہ سائل ضرورت کے وقت اس سے اپنے استفسارات کر سکے۔
- ۳: صاف ستھرا لباس اور ظاہری ہیئت کا خیال رکھنا پسندیدہ عمل ہے۔ طلبائے علم کے لیے اس میں درس پنہاں ہے کہ وہ اپنے شیخ کے پاس آتے وقت صفائی ستھرائی کا اہتمام کر کے آئیں۔
- ۴: اس سے سفید لباس کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی سفید لباس کو بہترین قرار دیا ہے۔
- ۵: نبی کریم ﷺ کوئی دربان نہیں بٹھاتے تھے۔ وہاں نووارد کے آنے جانے میں کوئی مشکل نہ ہوتی تھی۔ بغیر پوچھ گچھ کے آ سکتا تھا۔
- ۶: استاد و معلم کا احترام از حد ضروری ہے۔ جناب جبریل علیہ السلام دوزانو ہو کر نبی کریم ﷺ کے سامنے ادب و احترام سے بیٹھے جس سے استاد کے ادب و احترام کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔
- ۷: محمد رسول اللہ ﷺ کی عاجزی و انکساری کا اظہار کیونکہ جناب جبریل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ آپ کے رانوں پہ رکھے۔ آپ ﷺ نے اسے برداشت کیا۔ اس سے اشارہ ہے معلم، مفتی و مدرس حضرات کو چاہیے سائلین کی سختی و جفاء سے درگزر فرمائیں۔
- ۸: تعلیم و تربیت میں سوال و جواب کا طریقہ اپنانا مؤثر ہے۔
- ۹: پانچ ارکان اسلام (توحید و رسالت، نماز، زکوٰۃ، ماہ رمضان کے روزے، حج) کا اثبات۔
- ۱۰: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

مجھے اسلام کے بارے بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔“ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہمیں یہ سن کر تعجب ہوا کہ وہ آپ سے سوال بھی کر رہا ہے اور آپ کی تصدیق بھی خود کر رہا ہے۔

وہ پھر بولا: مجھے ایمان کے متعلق بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ اور تم تقدیر کے اچھے یا برے ہونے پر ایمان لاؤ۔“ اس نے جواباً عرض کیا: آپ نے سچ کہا ہے۔

پھر وہ گویا ہوا کہ مجھے احسان کے بارے خبر دیجیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر اسے نہیں دیکھ سکتے تو (یہ خیال پیدا کر کہ) وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کے متعلق بتائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے سوال پوچھا گیا ہے وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے کہا: مجھے قیامت کی نشانیوں کے بارے بتا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ لوٹڈی اپنی مالک کو جنم دے گی، اور یہ کہ تم ننگے پاؤں، برہنہ بدن اور تنگ دست بکریوں کے چرواہوں کو بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر پر ایک دوسرے سے فخر کرتے ہوئے دیکھو گے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر وہ شخص چلا گیا، میں کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول

۲۶: اچھا سوال بھی تعلیم ہے۔

۲۷: حدیث جبریل میں دین کے اہم امور کا تذکرہ ہے۔

۲۸: امام قرطبی کا قول ہے کہ یہ حدیث ”ام السنۃ“ کہلوانے کی مستحق ہے کیونکہ اس میں سنت کے تمام علوم آگئے ہیں۔

(فتح الباری: ۱/۱۶۷)

### دعائے مغفرت

مولانا صدیق الحسن مرحوم کی اہلیہ ۲۳ جون ۲۰۱۳ء وفات پاگئیں،  
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ انتہائی نیک صالحہ خاتون تھیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت  
فرمائے، آمین۔

(عبداللہ یوسف، ناظم دارالحدیث، اوکاڑا)

رمضان المبارک کے احکام و مسائل سے مکمل واقفیت کے لیے  
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد کی کتاب ”انوار رمضان“  
کا مطالعہ فرمائیں۔ دیگر تالیفات

- ⊙ خطبات سورۃ فاتحہ، ⊙ خطبات آیۃ الکرسی، ⊙ خطبات سورۃ یوسف
- ⊙ خطبات سورۃ کہف، ⊙ خطبات سورۃ مریم، ⊙ خطبات سورۃ نور
- ⊙ خطبات سورۃ یسین، ⊙ خطبات سورۃ الحجرات، ⊙ خطبات سورۃ النکاثر
- ⊙ خطبات سورۃ العصر، ⊙ خطبات سورۃ الکواثر، ⊙ خطبات سیرت مصطفیٰ
- ⊙ انوار رمضان، ⊙ توحید اور شرک

### ملنے کے پتے

نعمانی کتب خانہ، اسلامی اکادمی، مکتبہ قدوسیہ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔  
مکتبہ اہل حدیث، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد۔  
مکتبہ نعمانیہ، والی کتاب گھر گوجرانوالہ۔

ناشر: حامد اکیڈمی، وزیر آباد

فون: 0322-6262492, 0333-4493175

۱۱: رسول اکرم ﷺ کی حق گوئی و صداقت کا اثبات ہوتا ہے۔

۱۲: عالم مفتی سے ایسے مسائل پوچھنا جائز ہیں جن کا جواب پہلے  
سے معلوم ہوتا کہ دیگر سامعین بھی مسائل سیکھ لیں۔

۱۳: ارکان ایمان چھ ہیں: ایمان باللہ، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب،  
ایمان بالرسول، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر۔ ترجمۃ الباب میں  
یہی مقصود ہے۔

۱۴: دین کے مختلف مراتب ہیں۔

۱۵: عبادت میں احسان کا ہونا ضروری ہے۔ احسان کا مفہوم یہ ہے  
کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اس طرح کی جائے کہ جیسے اس کو دیکھ رہے  
ہیں اگر یہ کیفیت نہیں بنتی یہ تو ذہن میں ہو کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

۱۶: احسان سے عبادت میں خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے۔

۱۷: عالم مفتی سے اگر کوئی ایسا سوال کیا جائے جو اسے معلوم نہیں تو وہ  
لا علمی کا اظہار کر دے۔ اس سے اس کی توہین نہیں ہوگی بلکہ یہ اس  
کے ورع کی دلیل ہے۔

۱۸: قیامت کا علم صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ کوئی اور نہیں  
جانتا خواہ وہ انبیاء علیہم السلام اور مقرب فرشتے ہی کیوں نہ ہوں۔ کتاب  
وسنت میں اس کے بہ کثرت دلائل ہیں، تفصیل کا محل نہیں۔

۱۹: اس حدیث جبریل علیہ السلام سے بعض علامات قیامت کا علم ہوا ہے،  
مثلاً: والدین کی نافرمانی، تنگ حال و تنگ دست چرواہوں کا بلند  
وبالاعمارتوں کی تعمیر پر فخر کرنا۔

۲۰: جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اثبات کہ اس میں عمر بن  
خطاب رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمایا جس سے ان کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔  
۲۱: اگر طلباء کو سوال کا جواب نہیں آتا تو وہ اللہ اعلم کہہ دیں۔

۲۲: جبریل علیہ السلام وحی لانے کے فرشتے ہیں۔

۲۳: فرشتوں کے وجود کا اثبات، بعض نیچری لوگ فرشتوں کے منکر ہیں۔

۲۴: فرشتہ انسانی شکل میں غیر نبی یعنی امتی کے سامنے بھی آ سکتا ہے۔

۲۵: حدیث بھی وحی ہے سیدنا جبریل قرآن کے علاوہ حدیث بھی لے  
کر آتے تھے۔

# ماہِ صیام کے مختصر مستند فضائل و مسائل

عابد مجید مدنی، فاضل مدینہ یونیورسٹی

رمضان اور نزولِ قرآن:

فرمانِ الہی ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾

[البقرة: ۱۸۵]

”ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔“

رمضان میں جنت کے دروازوں کا کھلنا و ابوابِ جہنم کا بند ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (صحیح سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۵۴۹) ماہِ رمضان کی قدر نہ کرنے والے کے لیے تباہی:

آپ ﷺ نے فرمایا بے شک جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تو انھوں نے کہا تباہی ہو اس شخص کے لیے جس نے رمضان پایا تو اسے بخشا نہ گیا۔ میں نے کہا آمین۔ (ترغیب و ترہیب، حدیث نمبر: ۹۹۵) چاند دیکھنے کی دعا:

جناب طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم ﷺ جب چاند دیکھتے تو پڑھتے:

((اللَّهُمَّ أَهْلَهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ.))

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۳۴۵۱)

”یا اللہ! ہم پر اسے برکت و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ طلوع فرما (اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔“

ماہِ رمضان کے روزوں کی فرضیت:

فرمانِ الہی ہے:

”اے ایمان والو! روزے تم پر فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پر ہیز گار بنو۔“

(البقرة: ۱۸۳)

فرمانِ نبوی ہے:

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: ..... رمضان کے روزے رکھنا۔“ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۸)

مقصدِ روزہ:

فرمانِ الہی ہے:

”تاکہ تم پر ہیز گار بنو۔“ (البقرة: ۱۸۳)

فضیلتِ روزہ:

حدیث قدسی ہے ابنِ آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۰۴، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۷۰۶)

روزے دار کی فضیلت:

حدیث قدسی ہے: البتہ روزہ دار کے منہ کی بساند اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک جب افطاری کرتا ہے اور دوسری جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

ماہِ رمضان کے لیے سلامی کاروزہ:

بعض بدعتی لوگ رمضان سے ایک دن قبل سلامی پیش کرنے کا روزہ رکھتے ہیں جو کہ ثابت نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی رمضان سے ایک یا

المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مخصوص ایام کے روزوں کی قضا کا حکم دیا تھا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۷۶۳) فرضی روزہ کی نیت طلوع فجر سے پہلے:

نیت کسی چیز کے قصد اور پختہ ارادہ کرنے کا نام ہے اور اس کا مقام دل ہے زبان سے تلفظ کرنے کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

(اغاثۃ اللہقان: ۲۱۴/۱)

لہذا و بصوم غد نویت والے مروجہ الفاظ بالکل غیر ثابت ہیں۔ مولانا انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:

نیت ایک قلبی معاملہ ہے۔ (فیض الباری: ۸/۱)

سنن ابوداؤد میں روایت ہے جس نے فجر سے پہلے روزہ رکھنے کی نیت نہ کی تو اس کا کوئی روزہ نہیں۔ (سنن ابوداؤد، حدیث: ۲۳۵۴، صحیح سنن

ترمذی، ص: ۵۸۳)

سحری کی وجہ سے برکت:

سحری مسلمانوں اور اہل کتاب کے مابین فرق کرنے والی ہے۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۹۶)

اسی طرح آپ ﷺ نے سحری کو برکت کا ذریعہ فرمایا اور اس کو چھوڑنے سے منع کیا۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سحری کیا کرو سحری کرنے میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۲۳، مسند امام احمد: ۱۲/۳)

بہترین سحری کھجور:

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

”بہترین سحری کھجور ہے۔“ (ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۳۳۵)

سحری کا بہترین وقت:

سحری کا بہترین وقت فجر کے قریب ترین ہے آپ ﷺ کا معمول یہی تھا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۲۱، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۹۷)

سحری میں سہولت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اذان فجر سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو برتن

دو دن پہلے روزہ ہرگز نہ رکھے۔“ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۱۴) رمضان کے روزوں کے تیس دن:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور شوال کا (چاند) دیکھ کر چھوڑ دو اگر تم پر چاند چھپ جائے تو تیس دن پورے کر لو۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۰۹، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۱۵)

مقامی رویت کا اعتبار:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے، جنھوں نے ملک شام میں اہل مدینہ سے ایک روز قبل روزہ رکھا، کی رویت ہلال کو اہل مدینہ کے لیے معتبر نہ سمجھا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۲۸) چاند کے لیے ایک آدمی کی گواہی:

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگوں نے چاند دیکھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور دوسرے لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (صحیح سنن ابی داؤد، حدیث: ۲۳۳۲) مرض (بیماری) اور سفر کے روزے کا حکم:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اور جو بیمار اور سفر پر ہو تو (اس کے لیے) دوسرے دنوں میں گنتی کو پورا کرنا ہے۔“ (البقرہ: ۱۸۵)

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت اور مزمن مریض کے روزے کا حکم فردیہ دینا:

علمائے کرام کا راجح موقف یہ ہے حاملہ، مرضہ اگر روزہ نہ رکھ سکیں تو ان کا حکم بھی مریض والا ہے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر فردیہ دیا جائے یعنی ہر روزہ کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے اور یہی حکم دائم المرض مرد کے لیے بھی ہے۔ (کتاب شہر رمضان، ص: ۱۱ مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ، فیصل آباد)

حائضہ کے روزہ کی قضا:

عورت حالت حیض میں نماز اور روزہ نہیں رکھ سکتی نمازوں کی قضا تو نہیں دے گی جب کہ رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہے۔ ام



نہ رکھے حتیٰ کہ اس سے اپنی ضرورت پوری کر لے۔

(سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۳۵۰)

روزے کی حالت میں جائز امور جن سے خلل نہیں آتا:

درج ذیل امور وہ ہیں جن کے کرنے پر روزہ دار کا روزہ درست اور صحیح رہتا ہے:

۱: جنبی حالت میں روزہ رکھنا:..... یعنی حالت جنابت میں سحری کھائی جاسکتی ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۲۶، ۱۹۲۵)

۲: مسواک کرنا:..... مسواک کی ترغیب والی روایت میں روزہ دار اور غیر روزہ دار سب شامل ہیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۸۸۷)

۳: اشیائے خورد و نوش چکھنا:..... بہ وقت مجبوری روزے کی حالت میں کوئی چیز چکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (صحیح بخاری)

۴: جذبات پر قابو رکھتے ہوئے بیوی کا بوسہ لینا:..... جذبات پر قابو رکھ کر بیوی سے الفت و پیار کرنا جائز ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۹۲۸، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۷۶)

۵: سینگ لگوانا:..... ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگ لگوائی۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۳۹)

۶: احتلام کا ہونا:..... روزہ کی حالت میں احتلام کا ہونا روزے کو نہیں توڑتا البتہ اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے نیز اس سے روزہ مکروہ بھی نہیں ہوتا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۲۶)

۷: بھول کر کھانا پینا:..... بھول کر کھانی لینا روزے کو نہیں توڑتا۔ حدیث میں ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۳۳)

۸: سر پر پانی ڈالنا یا غسل کرنا:..... رسول اللہ ﷺ حالت روزہ میں پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر مبارک پر پانی ڈالتے۔

(صحیح بخاری، صحیح سنن ابی داؤد: ۲۳۶۵، مسند امام احمد: ۳۷۶۵)

۹: سرمہ ڈالنا یا آنکھ میں قطرے ڈالنا:..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رضی اللہ عنہ وغیرہ روزہ دار کے لیے سرمہ ڈالنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

۱۰: ناک میں دوائی ڈالنا:..... ناک میں دوائی ڈالنا جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ حلق میں نہ اترے، ورنہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(کتاب شہر رمضان، مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ، ص: ۱۵)

۱۱: جریان اور لیکوریا کے مرض کا ہونا:..... مرد کو جریان اور عورت کو لیکوریا کے مرض لاحق ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس سے صرف بلکہ وضو ٹوٹتا ہے۔

۱۲: جسم پر تر پکڑ لینا:..... ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پکڑا بھگو کر اپنے اوپر ڈالا اور وہ روزہ کی حالت میں تھے۔ (صحیح بخاری)

۱۳: دوائی، انجکشن لگوانا:..... دوائی انجکشن جو بیماری کا علاج ہو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (رسالہ احکام رمضان، مطبوعہ مرکز الترویج)

۱۴: ٹیسٹ کے لیے یا مریض کو خون دینا:..... مریض کو خون دینے یا ٹیسٹ کروانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا نیز تکسیر پھوٹنے سے بھی روزہ صحیح رہتا ہے۔ (حوالہ سابقہ)

۱۵: خود بخود قے کا آنا:..... حدیث نبوی ہے جس آدمی کو خود بخود قے آجائے اس پر کوئی قضا نہیں۔ (مسند امام احمد: ۴۹۸/۲، بحوالہ از کتاب قیام رمضان علامہ البانی، ص: ۶۷ مترجم)

روزے کی حالت میں ناجائز امور جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

۱: بیوی سے جماع کرنا:..... روزہ کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا باطل ہے اس میں قضاء کے ساتھ کفارہ ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۳۵۶، سنن ابن ماجہ: ۱۳۵۶)

۲: عمد اُتے کرنا:..... روزہ دار اگر عمد اُتے کرے گا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر قضا بھی ہوگی۔ (سنن ابوداؤد: ۲۳۸۰)

۳: مبالغہ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا کہ حلق تک پہنچ جائے:..... روزے کی صورت میں کلی کرنے اور ناک میں مبالغہ کے ساتھ پانی چڑھانا جائز نہیں۔ (صحیح سنن ترمذی: ۶۳۱)

۴: عمد اُکھانا پینا:..... فرمان الہی ہے: ”کھاؤ اور پیو، یہاں تک کہ تمہارے لیے سیاہ دھاگے سے سفید دھاگا فجر کا خوب ظاہر ہو جائے، پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔“ (البقرہ: ۱۸۷)



### افطاری کے وقت کی دعا کی فضیلت:

روزے کی حالت اور افطاری کے وقت خاص اہتمام کے ساتھ دعا کرنی چاہیے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ روزے دار کی دعا رد نہیں ہوتی۔ (سنن ابوداؤد: ۱۷۵۳)

### افطاری کروانے کی فضیلت:

آپ ﷺ نے فرمایا: افطاری کرانے والے کو روزے دار کے برابر اجر عطا کیا جاتا ہے۔ (مسند امام احمد: ۱۱۴/۳، صحیح ابن خزیمہ: ۲۷۷/۳)

افطاری کروانے والے کے لیے دعا:

افطاری کرنے والا درج ذیل مسنون دعا پڑھے:

۱۔ أَكَلْ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ .

(صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۴۱۸)

”آپ کا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے آپ کے لیے رحمت

کی دعائیں کریں اور روزہ دار آپ کے ہاں افطاری کریں۔“

۲۔ اَللّٰهُمَّ اطْعِمْ مَنْ اطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ . (صحیح مسلم: ۵۳۶۲)

”اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا اسے ٹوکھلا اور جس نے مجھے پلایا اسے پلا۔“

## الاعتصام

ایک علمی، اصلاحی اور دعوتی جریدہ ہے، اس کے

فروع اور توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔

اس سے مالی تعاون کرنا آپ کا اخلاقی فریضہ

ہے۔ (ادارہ)

۵: غذائی یا مقوی انجکشن لگوانا:..... غذائی ٹیکے سے چونکہ مریض کو غذا مہیا کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(رسالہ شہر رمضان، ص: ۱۷، مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ)

۶: حیض و نفاس کا شروع ہونا:..... حائضہ اور نفاس والی عورت کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۵۱)

### دیگر ممنوعہ امور:

روزے کی حالت میں مذکورہ ممنوعہ اعمال کے علاوہ درج ذیل امور سے بھی پرہیز ضروری ہے جن کا تذکرہ حدیث نبوی میں موجود ہے ان امور سے اجتناب کر کے روزے کے روحانی فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں:

۱: جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا۔ (صحیح بخاری: ۲۵۵۱)

۲: گالی گلوچ اور بدکلامی کرنا۔ (صحیح بخاری: ۲۵۵۱)

۳: غیبت اور چغلی کرنا۔ (سنن ابی داؤد: ۲۸۲۱)

۴: روزہ ریاء کاری کے لیے رکھنا۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۳۷۰)

### افطاری:

افطاری کا صحیح وقت:..... حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک لوگ خیر پر رہیں گے جب تک روزہ جلد افطار کرتے رہیں گے (یعنی غروب آفتاب کے فوراً بعد)۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۱۹۵۷، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۵۳)

دعائے افطاری:..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب روزہ کھولتے تو فرماتے:

((ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَبَتَّ الْأَجْرُ

إِنْ شَاءَ اللَّهُ .)) (صحیح سنن ابی داؤد: ۲۳۵۷)

”پیاس بجھ گئی رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہو گیا۔“

### مسنون افطاری:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تر کھجور چھوہارے اور پانی سے افطاری فرماتے۔

(صحیح سنن ترمذی: ۵۶۰، ابوداؤد: ۲۳۵۶)

## مسئلہ وسیلہ کے بارے میں طاہر القادری صاحب کا ایک بہت بڑا مغالطہ اور اس کی حقیقت

مولانا عبدالرحمن ضیاء

امام حاکم کے اس حدیث کو صحیح قرار دینے کا جواب:

علامہ ابن عبدالبہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہہ کر بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے بلکہ حاکم کی ان دو باتوں میں ایک بہت بڑا تناقض و تعارض پایا جاتا ہے، جیسا کہ اس طرح کے تعارض کا اُن سے صدور چند مقامات پر معروف ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے خود عبدالرحمن بن زید کو ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے اور خود لکھا ہے کہ اہل فن پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جو بات میں نے عبدالرحمن بن زید کے متعلق لکھی ہے کہ وہ اپنے باپ زید سے موضوع (من گھڑت) روایتیں بیان کرتا تھا، وہی اس کا سبب تھا (گویا اس کے باپ کا کوئی قصور نہیں اور نہ اس کے نیچے کا کوئی راوی وضع حدیث کرتا تھا بلکہ یہ خود احادیث گھڑتا تھا۔)

پھر امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ راوی جن کا پہلے میں نے تذکرہ کیا ہے:

قد ظہر عندي جرحهم لأن الجرح لا يثبت إلا ببينة فهم الذين أبين جرحهم لمن طالبني به فإن الجرح لا أستحله تقليداً. والذي أختاره لطالب هذا الشأن أن لا يكتب حديث واحد من هؤلاء الذين سميتهم فالراوي لحديثهم داخل في قوله: ((من حدث بحديث وهو يرى أنه كذب فهو أحد

الكاذبين .))

یعنی میرے نزدیک ان کا مجروح ہونا واضح ہو گیا ہے کیونکہ راویوں پر جرح دلیل کے ساتھ ہی ثابت ہوتی ہے۔ تو یہ ہیں وہ راوی جن پر جرح میں ان لوگوں پر واضح کرتا ہوں جو مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ کسی راوی پر جرح کرنے میں کسی کی تقلید کرنا جائز نہیں سمجھتا۔ لہذا اس فن کے متلاشی کے لیے جو بات میں اختیار کرتا ہوں وہ یہی ہے کہ میں نے اس کتاب (یعنی المدخل الی الصحیح) میں (عبدالرحمن بن زید بن اسلم سمیت) جن راویوں کا نام لیا ہے ان میں سے وہ کسی کی بھی حدیث نہ لکھے کیونکہ جو شخص بھی ان راویوں کی حدیث کو روایت کرے گا۔ وہ نبی ﷺ کے اس فرمان میں داخل ہوگا:

جو شخص کوئی ایسی حدیث بیان کرتا ہے جس کے متعلق وہ سمجھتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہوگا۔“

(صحیح مسلم، مسند احمد ۴/۲۵۰، ۲۵۵، ابن ماجہ)

اس سے معلوم ہوا کہ امام حاکم کے لیے عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا مجروح ہونا دلیل کے ساتھ واضح ہے اور عبدالرحمن کی حدیث کو روایت کرنے والا شخص امام حاکم کے نزدیک جھوٹا ہے۔

امام حاکم نے مستدرک لکھی۔ اس میں ضعیف مکر بلکہ موضوع احادیث بھی ذکر کر دیں ہیں حتیٰ کہ انھی راویوں کی بعض روایات بھی ذکر کر دیں جنہیں اپنی ”مدخل“ میں خود مجروح قرار دے چکے تھے اور ان کے متعلق خود کہہ چکے تھے

”لَيْسَ بِالْقَوِي فِي الْحَدِيثِ.“ (تہذیب الکمال للحافظ المزی، ترجمہ عبدالرحمن بن زید بن أسلم) ”وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔“

قادری صاحب سبکی سے بھی چار قدم آگے بڑھ گئے ہیں کیونکہ ایک تو انھوں نے امام حاکم کی غلطی اور تعارض میں ان کی تقلید کی ہے۔ دوسرے نمبر پر انھوں نے نو (۹) محدثین حفاظ حدیث پر بہتان باندھا ہے، حالانکہ سبکی نے صرف امام حاکم کی غلطی میں حاکم کی تقلید کی ہے اور دوسرے محدثین پر بہتان نہیں باندھا۔ میں کہتا ہوں کسی بھی امام کی غلطی میں اس کی تقلید جائز نہیں۔ اگر قادری صاحب نے امام حاکم ہی کی بات مانتی تھی تو جو ان کی صحیح بات ہے وہ تسلیم کرتے جو کہ دوسرے ائمہ حدیث کے مطابق بھی ہے بلکہ بقول امام ابوبکر براس پر اجماع ہے کہ عبد الرحمن بن زید حجت نہیں اور بقول امام حاکم اس سے روایت کرنا حلال ہی نہیں، الا یہ کہ اس کی حالت کو بیان کر دیا جائے اور یہ بات تقلیدی نہیں بلکہ تحقیقی ہے، جیسا کہ امام حاکم نے خود اس کا اقرار کیا ہے۔

دوسری علت:

اولاً: اس کی سند میں ایک راوی ابوالحسن یا ابوالحارث عبد اللہ بن مسلم فہری بھی ہے جو کہ مجہول ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس نے اسماعیل بن مسلمہ بطریق عبدالرحمن بن زید بن اسلم ایک باطل خبر روایت کی ہے جو یہ ہے:

”یا آدم لولا محمد ما خلقتک.“

”اے آدم! اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عین ممکن ہے کہ یہ عبد اللہ بن مسلم فہری، عبد اللہ بن مسلم بن رشید ہی ہو جو حدیث گھڑنے کے ساتھ متہم و مشکوک ہے۔ (لسان المیزان: ۳/۳۶۰، ۳۵۹)

باقی رہا امام حاکم رحمہ اللہ کا اس طرح کی حدیث کو صحیح قرار دینا تو ائمہ حدیث نے ان پر اس کا انکار کیا ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ حاکم ان احادیث کو بھی صحیح کہہ جاتے ہیں جو حدیث کے ماہرین کے نزدیک موضوع اور جھوٹی ہوتی ہیں۔

کہ ان کا مجروح ہونا دلیل سے ثابت ہے، اسی لیے کئی ایک ائمہ حدیث نے امام حاکم کا یہ طریقہ اچھا نہیں سمجھا۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ امام حاکم کو بھی اخیر عمر میں تغیر و غفلت کا عارضہ پیش آ گیا تھا، اسی لیے ان سے ایسا ہوا ہے۔

سبکی نے امام حاکم کی غلطی اور تناقض میں ان کی تقلید کی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر بے جا اعتراض کیا ہے۔

دیکھو اس سبکی کی فحش غلطی کی طرف کہ پہلے کس طرح ایک غیر صحیح و غیر ثابت بلکہ موضوع روایت کو صحیح بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور عقیدے کے مسئلے میں اس پر اعتماد کرتے ہیں اور حاکم کی تقلید کرتے ہیں، حالانکہ حاکم کی غلطی اور اس کا تناقض بالکل واضح ہو چکا ہے اور سبکی کو بھی علم ہے کہ اس روایت کا راوی عبدالرحمن بن زید ضعیف و مجروح ہے اور اہل علم محدثین نے جو اس پر جرح کی ہے وہ سب سبکی کو معلوم ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ ان علماء کا رد لکھنے بیٹھ گئے جو اس منکر حدیث کو اس کے منکر و غیر صحیح ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کرتے۔“ (الصارم المنکی فی الرد علی

السبکی، ص: ۴۲-۴۵)

۲۵: میں کہتا ہوں کہ اس کے راوی عبدالرحمن بن زید بن اسلم کے متعلق حافظ ابوبکر البرار رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

”أجمع أهل العلم بالنقل على تضعيف أخباره وليس هو بحجة فيما ينفرد به.“

(كشف الأستار: ۱۹۴)

یعنی حدیث کا علم رکھنے والے علمائے محدثین اس راوی کی احادیث و اخبار کو ضعیف قرار دینے پر متفق ہیں اور وہ جس خبر کے روایت کرنے میں منفرد ہو وہ خبر حجت نہیں ہوتی۔

۲۶: ابن سعد رحمہ اللہ نے بھی اسے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔

(تہذیب التہذیب)

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث کی نبی ﷺ سے کوئی اصل ثابت نہیں، اسی لیے ضروری ہوا کہ دو جلیل القدر حفاظ حدیث امام ذہبی اور ابن حجر عسقلانی نے اس کے باطل ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔“

اور شیخ البانی کے شاگرد محدث و محقق ابواسامہ سلیم ہلالی فرماتے ہیں:

”وقد ورد في قصة توسل آدم بالنبي ﷺ أحاديث وأثار لا يصح فيها شيء.“ (تحقيق وتعليق السيف المسلول على من سب الرسول، ص ۳۸۹) ”آدم علیہ السلام کا اپنی دعا میں نبی ﷺ کا وسیلہ پکڑنے کے قصے کے بارے میں ایسی احادیث اور آثار وارد ہوئے ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی صحیح نہیں ہے۔“

**ثانیاً:** یہ روایت قادری صاحب کے اصول فقہ حنفی و علم کلام حنفی ماتریدی کے ایک اصل کے بھی خلاف ہے۔

اصول فقہ حنفی میں عام لکھا ہوا ہے کہ عقیدے کے مسئلے میں خبر واحد، یعنی وہ صحیح حدیث جو تو اتر یا شہرت کی حد کو نہ پہنچی ہو، حجت نہیں۔ اور مسئلہ وسیلہ بھی عقیدے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، پھر نا معلوم کہ قادری صاحب خود اپنے اصول کی کس لیے مخالفت کر رہے ہیں؟ ان کے اس اصول کو معلوم کرنے کے لیے دیکھیے ان کے اعلیٰ حضرت کا فتاویٰ رضویہ (۲۷۷-۲۷۸) مطبوعہ جامعہ نظامیہ رضویہ (اس کے علاوہ ملاحظہ فرمائیے حنفی ماتریدی علم کلام کی کتب، مثلاً: شرح المواقف (ص: ۷۲)، شرح عقائد نسفی (ص: ۱۰۱)، نیز کتب اصول فقہ حنفی، مثلاً: تلویح اور نور الانوار وغیرہ۔

**ثالثاً:** یہ روایت قادری صاحب کے اصول فقہ حنفی کے ایک اور اصل کے بھی خلاف ہے۔

قارئین غور فرمائیں کہ اس قرآنی دعا میں کسی بھی نبی کے وسیلے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ مطلق دعا ہے۔ وسیلے کے ساتھ اسے مقید کرنا حنفی اصول کے خلاف ہے۔ فقہ حنفی کا تو اصول یہ ہے کہ خبر واحد (غیر مشہور اور غیر متواتر) صحیح حدیث بھی ہو تو قرآن پر اس کے ساتھ زیادتی کرنا

لسان المیزان میں حسن بن زیاد ولولوی اور حامد بن آدم مروزی کا ترجمہ نکال کر دیکھ لیجیے۔ حامد بن آدم کے حالات میں حافظ ابن حجر اسے کذاب قرار دینے کے بعد فرماتے ہیں: ”حاکم نے اپنی مستدرک میں اس کی حدیث کی تخریج کر کے غلطی کی ہے۔“

(لسان: ۱۶۳/۲)

امام حاکم نے اپنی کتاب تاریخ نیشاپور میں سہل بن عمار عتکی راوی کو متہم اور کذاب قرار دیا ہے لیکن اس کے باوجود مستدرک میں اس کی روایت کو صحیح کہا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ”متہم، کذبہ الحاکم فی تاریخہ..... و صحح له فی المستدرک.“

(لسان المیزان، ترجمہ سہل بن عمار العتکی)

یعنی یہ راوی متہم بالکذب ہے اور امام حاکم نے اسے اپنی تاریخ نیشاپور میں کذاب قرار دیا ہے اور مستدرک میں اس کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

”وتعقبه المصنف بالتناقض.“

یعنی مصنف (امام ذہبی) نے حاکم کا تعاقب کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے اس راوی کو کذاب قرار دینے اور پھر اس کی روایت کو صحیح قرار دینے میں تعارض و تناقض پایا جاتا ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ اس حدیث کو سوائے حاکم کے کسی نے بھی صحیح نہیں کہا۔ اور حاکم نے بھی اس کی تردید خود اپنی دوسری کتاب میں کر دی ہے اور وہ ان کی تحقیقی بات ہے نہ کہ تقلیدی، جیسا کہ ابھی باحوالہ بیان ہو چکا ہے۔ فافہم

۲۷: محدث ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اس کے راوی عبد الرحمان بن زید کے متعلق اہل علم کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”وجملة القول إن الحديث لا أصل له عنه

ﷺ فلا جرم أن حکم علیہ بالبطان

الحافظان الجلیلان: الذہبی والعسقلانی.“

(سلسلة الضعيفة: ۹۵/۱)

بسنعمتك علي وأبوء لك بذنبي فاغفر لي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت .

(صحیح بخاری: ۹۳۲ / ۲ درسی نسخہ)

اسی طرح وہ دعا جو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز میں پڑھنے کے لیے سکھائی تھی جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

”اللهم إني ظلمت نفسي ظلما كثيرا ولا يغفر الذنوب إلا أنت فاغفر لي مغفرة من عندك وارحمني إنك أنت الغفور الرحيم .“

(صحیح بخاری: ۹۳۶ / ۲ درسی نسخہ)

ان دونوں دعاؤں میں بھی غلطی کے اعتراف کو وسیلہ بنایا گیا ہے اور دوسری دعا میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ، یعنی الغفور، الرحیم کو بھی وسیلہ بنایا گیا ہے۔

مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بعض حضرات یہاں ایک موضوع روایت کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم نے عرش الہی پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرمادیا۔ یہ روایت بے سند ہے اور قرآن کے بھی خلاف ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے بھی خلاف ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے ہمیشہ براہ راست اللہ سے دعائیں کی ہیں۔ کسی نبی، ولی، بزرگ کا واسطہ اور وسیلہ نہیں پکڑا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ سمیت تمام انبیاء کا طریقہ دعا یہی رہا ہے کہ بغیر کسی واسطے اور وسیلے کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی جائے۔“ (تفسیر احسن البیان، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: ۱۳۷)

**دابعاً:** یہ روایت مندرجہ ذیل روایت کے بھی خلاف ہے جس کی سند پر اس طرح کی سخت جرح نہیں ہے۔

قادری صاحب کی مستدرک حاکم سے بیان کردہ یہ روایت ایک دوسری روایت کے بھی مخالف ہے جس کی سند قادری صاحب کی بیان

جائز نہیں، یعنی قرآن کے مطلق کو مقید کرنا یا قرآن کے عام کی تخصیص کرنا یا قرآن کے خاص کو بیان کرنا جائز نہیں۔ (دیکھیے نور الانوار، اصول الشاشی، حسامی اور توضیح: وغیرہ)

تو اس وسیلے والے نظریے میں قادری صاحب کس طرح قرآن کے مطلق کو ایک انتہائی کمزور بلکہ موضوع حدیث کے ساتھ مقید کر رہے ہیں.....!

قرآن حکیم سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعائیں کلمات خود آدم علیہ السلام کو سکھائے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝﴾ [البقرۃ: ۳۷]

”پس آدم نے اپنے رب سے چند کلمے سیکھ لیے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔“

مجاہد بن جبرکی، سعید بن جبیر، ابوالعالیہ، ربیع بن انس، حسن بصری، قتادہ، محمد بن کعب قرظی، خالد بن معدان اور عطاء خراسانی رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے اللہ سے یہ کلمات سیکھے تھے:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝﴾ [الأعراف: ۲۳]

”دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم ضرور خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے۔“

اس دعا سے واضح طور پر پتا چل رہا ہے کہ آدم علیہ السلام نے اعتراف خطا کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور غلطی معاف کر دی۔

سید الاستغفار بھی اس پر واضح دلیل ہے جو درج ذیل ہیں:

”اللهم أنت ربي لا اله إلا أنت خلقتني وأنا عبدك وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت وأعوذ بك من شر ما صنعت وأبوء لك



کردہ اس روایت سے بہر حال بہتر ہے کیونکہ اس میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم جیسا کوئی بھی راوی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے دورِ حاضر کے ایک بہت بڑے محقق مولانا محمد رئیس ندوی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی معروف کتاب ”ضمیر کا بحران“ میں صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۵ میں معتبر قرار دیا ہے اور محدث البانی رحمہ اللہ کے ایک وہم پر بھی متنبہ کیا ہے۔ وہ روایت یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((نزل آدم بالہند فاستوحش فنزل جبریل بالأذان: الله أكبر الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله أشهد أن محمدا رسول الله (إلى آخره) فقال: من محمد؟ فقال: هذا آخر ولدك من الأنبياء.)) (حلیۃ الأولیاء: ۱۵ / ۱۰۷، ترجمة عمرو بن قیس الملائی، تاریخ ابن عساکر: ۶۴۵ / ۱، طبرانی بحوالہ الدر المنثور للسیوطی)

”آدم علیہ السلام ہندوستان میں اترے تو وحشت محسوس کرنے لگے۔ تو ان کی وحشت دور کرنے کے لیے جبریل علیہ السلام نے آکر اذان کہی۔ اذان میں أشهد أن محمدا رسول اللہ کے الفاظ سن کر آدم نے جبریل سے پوچھا: محمد کون ہیں؟ جبریل نے کہا: محمد آپ کی اولاد میں سے ہونے والے انبیاء میں آخری نبی ہیں۔“

اب یہ روایت اس بات میں صریح ہے کہ آدم علیہ السلام کو محمد ﷺ کی معرفت زمین پر آنے کے بعد بھی نہیں تھی، جبریل کے بتانے سے پتا چلا۔ جب کہ مستدرک حاکم کی موضوع (خود ساختہ) روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو آسمان سے نیچے آنے سے پہلے ہی عرش پر لکھا ہوا کلمہ دیکھ کر معلوم ہو گیا تھا۔

آدم علیہ السلام کے ہندوستان میں آنے پر تمام علمائے اسلام، اہل تورات اور اہل انجیل کا اتفاق ہے۔ بلکہ انھوں نے اسے اپنا مسکن بھی بنایا تھا۔ (تاریخ طبری: ۶۰/۱)

**خامساً:** قادری صاحب کی ذکر کردہ یہ روایت ان کے ان اماموں کے مذہب کے بھی خلاف ہے جن کی وہ تقلید کرتے ہیں۔

پھر قادری صاحب نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ غیر ثابت روایت ان کے ائمہ ابو حنیفہ، محمد اور ابو یوسف رحمہم اللہ کے مذہب کے بھی خلاف ہے کیونکہ قادری صاحب اس روایت سے ”أسألك بحق محمد“ کہنے کا جواز ثابت کر رہے ہیں۔ جب کہ مذکورہ ائمہ ثلاثہ دعا میں ”أسألك بحق محمد“ کہنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ فقہ حنفی کی معروف کتاب در مختار میں علامہ ابن عابدین حنفی نے تا تاریخانیہ سے نقل کر کے لکھا ہے ابو یوسف نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے:

”لا ينبغي لأحد أن يدعو الله إلا به والدعاء المأذون فيه المأمور به ما استفيد من قوله تعالى: ﴿ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها﴾“ ”کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ سے دعا کرے مگر اسی اللہ کے وسیلے کے ساتھ اور جس دعا کے کرنے کی اجازت اور اس کا حکم دیا گیا ہے وہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مستفاد ہے: اللہ ہی کے اچھے اچھے نام ہیں، لہذا تم ان ناموں کے ساتھ اللہ سے دعا کیا کرو۔“

ابن عابدین حنفی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ دعا کرنے والا اللہ کو اللہ کے وسیلے کے ساتھ پکارے تو اس کا مطلب یہ ہے:

”بذاته وأسمائه وصفاته وكره قوله: بحق أنبيائك ورسلك وأوليائك.“ (الدر المختار مع رد المختار: ۳۹۵-۳۹۷)

اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے ناموں اور اس کی صفاتوں کے وسیلے سے اس سے دعا کرے۔ اور امام ابو حنیفہ نے دعا کرنے والے کے لیے یہ مکر وہ سمجھا ہے کہ وہ دعا کرتے وقت یہ کہے کہ اللہ! میں تجھ سے تیرے نبیوں، رسولوں اور تیرے ولیوں کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں۔“



خالق پر کوئی حق نہیں۔ وہ تو اپنی رحمت کے ساتھ خود ہی جسے چاہتا ہے مختص کر لیتا ہے۔“

اسی طرح حنفیوں کے نزدیک سب سے معتبر کتاب الہدایہ میں بھی ان اماموں کا یہ قول لکھا ہوا ہے۔

(ہدایہ اخیرین، کتاب الکراہیۃ: ۴۷۵/۲)

اب قادری صاحب غور کریں اس موضوع (من گھڑت) روایت میں تو محقق محمد دعا کرنا جائز لکھا ہے اور آپ کے امام ابوحنیفہ، محمد اور ابو یوسف، جن کی آپ تقلید کرتے ہیں، اسے مکروہ اور ناجائز کہہ رہے ہیں۔

اگر کوئی شخص ہدایہ، کنز الدقائق یا قدوری میں لکھے ہوئے مسئلوں میں سے کسی مسئلے کی مخالفت کرتا ہوا دیکھا جائے، مثلاً: رکوع کے وقت رفع یدین کرے، حدیث کی پیروی کرے یا امام احمد یا امام شافعی یا امام مالک کی پیروی کرے تو حنفیوں کا خون کھولنے لگتا ہے اور اس پر فتوے لگائے جاتے ہیں، اسے نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ اس نے فقہ حنفی کی مخالفت کی ہے۔ ذرا غور کیجیے! اس موضوع حدیث سے ثابت ہونے والے مسئلے میں نہ ہی قرآن کی مخالفت کا احساس ہو رہا ہے اور نہ ہی امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کی مخالفت کی پروا ہے۔ اس کے برعکس جو قرآن اور امام ابوحنیفہ وغیرہ کی موافقت کرتے ہوئے اپنی دعائیں بحق فلاں نہیں کہتا بلکہ براہ راست ”ربنا“، ”الھم“، ”یا رب!“ یا ”یا اللہ!“ کہہ کر دعا کرتا ہے، اس سے دشمنی کی جاتی ہے اور اس پر فتویٰ لگایا جاتا ہے۔

کیا وہ قرآن کا منکر ہے یا نبی کا منکر ہے؟ اگر اس لیے نبی کا منکر ہے کہ وہ اپنی دعائیں ”بحق نبی“ نہیں کہتا تو اس سے لازم آتا ہے کہ امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد اور فقہ حنفی کی کتابیں مدون کرنے والے مصنفین بھی منکرین انبیاء ہوئے کیونکہ انھوں نے دعا میں بحق انبیاء، بحق رسل، بحق اولیاء کہنا مکروہ لکھا ہے۔ اب لگائیے فتویٰ کن پر لگاتے ہیں.....!

حنفیوں کے چوتھی صدی کے فقیہ امام ابوالحسین احمد بن ابوبکر قدوری نے شرح کتاب کرنی میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (دیکھئے جلاء العینین فی المحاکمۃ بین الأحمدين، ص: ۲۴۲، أنوار رحمانی: ۱۰۶/۲)

علامہ ابن ابی العزحفی نے بھی عقیدہ طحاویہ کی شرح میں فرمایا ہے: ”ولهذا قال أبو حنیفۃ وصحابہ رضی اللہ عنہم: یکرہ أن یقول الداعی: أسألك حق فلا أو بحق أنبیائك ورسلك وبحق البیت الحرام والمشعر الحرام ونحو ذلك.“

(شرح عقیدہ طحاویہ، ص: ۲۶۲)

”اسی لیے ابوحنیفہ اور اس کے دونوں شاگردوں (ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی) نے کہا ہے کہ یہ مکروہ ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اپنی دعا میں ایسے کہے: اے اللہ! میں تجھ سے بحق فلاں یا بحق انبیاء یا بحق رسل یا بحق بیت اللہ یا بحق مشعر حرام سوال کرتا ہوں۔“

فقہ حنفی کی مشہور کتاب کنز الدقائق (ص: ۴۲۸) میں بھی بحق فلاں کا وسیلہ ڈال کر دعا کرنے کو مکروہ لکھا ہوا ہے۔ اور کنز الدقائق کے حاشیہ نمبر ۷ میں ہے:

”لا یجوز أن یقول: بحق فلاں علیک وکذا بحق أنبیائك وأولیائك ورسلك والبیت (الحرام) والمشعر الحرام، لأنه لا حق للمخلوق علی الخالق وإنما یخص برحمته من یشاء من غیر وجوب علیہ.“

”دعا کرنے والے کے لیے اپنی دعا میں اس طرح کہنا جائز نہیں ہے کہ اے اللہ! فلاں کے اس حق کے ساتھ جو تجھ پر ہے۔ اور اسی طرح یہ کہنا بھی جائز نہیں ہے: تیرے نبیوں اور تیرے رسولوں اور تیرے ولیوں کے بحق یا بحق بیت اللہ یا بحق مشعر حرام میں تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ کیوں کہ مخلوق کا

## صدقہ و خیرات کے مختلف پہلو

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مکتبہ بحر العلوم کراچی)

”صحابی وہ شخص ہے جس نے نبی ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے آپ سے ملاقات کی ہو، اور اس کی وفات مسلمان ہونے کی حالت میں ہوئی ہو، اگرچہ درمیان میں ارتداد پایا گیا ہو۔“

یہ صحابیت کی جامع تعریف ہے۔ اس تعریف کی رو سے صحابی ہونے کے لیے نبی ﷺ کی زیارت کرنا شرط نہیں بلکہ آپ سے ”ملاقات“ کرنا شرط ہے۔ ناپینا صحابہ نے آپ ﷺ کو دیکھا نہیں مگر انھوں نے آپ سے ملاقات کی بنا پر شرف صحابیت پایا ہے۔ جیسے عبد اللہ بن ام مکتوم۔ اسی طرح بچے بھی آپ سے ملاقات کی بنا پر صحابی ہوں گے جیسے محمد بن ابی بکر اور دیگر صحابہ کے بچے۔

دیگر انبیاء پر ایمان رکھنے والے لوگ اگر نبی اکرم ﷺ پر ایمان نہ رکھتے ہوں تو وہ بھی صحابی نہیں ہو سکتے، چونکہ صحابی ہونے کے لیے آپ ﷺ پر ایمان لانا لازم ہے۔

مات علی الاسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابیت کے لیے ایمان پر ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے اور ارتداد کی حالت میں ہی اس کی موت واقع ہوئی ہو تو وہ بھی صحابی نہیں ہے جیسے عبید اللہ بن جحش اور ابن حنظل وغیرہ۔

اگر کوئی شخص ملاقات نبوی کے بعد مرتد ہو گیا پھر دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد اس کی ملاقات نبی ﷺ سے نہ ہوئی مگر اس کا خاتمہ اسلام پر ہوا تو وہ بھی رائج موقف کے مطابق، صحابی ہی شمار ہوگا۔ کیونکہ وہ صحابیت کی شرائط (نبی ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملاقات اور اسلام پر خاتمہ) پر پورا اترتا ہے۔ تاہم یہ درست ہے کہ مرتد ہونے سے سابقہ تمام نیکیاں کالعدم ہو جاتی ہیں مگر دوبارہ اسلام

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! دولت مند اجر و ثواب میں سبقت لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور اپنے زائد مالوں میں سے صدقہ و خیرات بھی کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ نے تمہارے لیے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ تم انھیں صدقہ کرو۔ یقیناً ہر دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر دفعہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا صدقہ ہے اور ہر دفعہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ اور ہم بستی کرنا بھی صدقہ ہے۔ انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی شخص اپنی شہوت پوری کرے اور اس کے لیے اس میں بھی اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اس (شہوت) کو حرام جگہ سے پوری کرے تو اسے اس (خواہش کی تکمیل) میں گناہ ہوگا؟ (یقیناً ہوگا)، تو اسی طرح وہ حلال طریقے سے اپنی خواہش پوری کرے گا تو اسے اجر ملے گا۔“

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۰۶)

اس حدیث میں نبی ﷺ کے فقراء صحابہ کی اجر و ثواب کے بارے میں فکرمندی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

### صحابی کی تعریف:

صحابی کی تعریف میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

من لقى النبی ﷺ مؤمناً به، ومات علی الاسلام ولو تخللت ردة، فی الاصح .  
(نخبة الفکر فی مصطلح اهل الاثر، ص: ۴۵،

آئے کہ آپ انھیں (سفر جہاد کے لیے) سواری دیں، آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں تو وہ اس حال میں لوٹ گئے کہ ان کی آنکھیں غم کے ساتھ آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں جسے وہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کریں۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فقراء مہاجرین نبی ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے عرض کیا کہ اہل ثروت تو بلند درجات اور ابدی نعمتیں لے گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا وہ کس طرح؟ انھوں نے عرض کیا کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں۔ وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں جب کہ ہم نہیں کرتے، وہ غلام آزاد کرتے ہیں جب کہ ہم نہیں کرتے! اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھا دوں جس کے ذریعے تم اپنے سے پہلے اور بعد میں سبقت لے جانے والوں کے برابر اجر پالو گے اور تم سے زیادہ کوئی افضل نہ ہوگا مگر جس نے تمہاری طرح عمل کیا؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (ضرور سکھائیے) آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ ابوصالح کہتے ہیں: غریب مہاجرین پھر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن کر ہماری طرح عمل شروع کر دیا ہے۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ .)) (صحیح

بخاری، رقم الحديث: ۸۴۳، صحیح مسلم، رقم

الحديث: ۵۹۵)

”یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔“

غریب مہاجرین کا خیال تھا کہ صدقہ صرف مال و دولت سے ہی دیا جاسکتا ہے۔

ہر نیکی صدقہ ہے:

اللہ کے رسول ﷺ نے ہر قسم کی نیکی کو صدقہ قرار دیا ہے:

قبول کرنے سے تمام نیکیاں بحال کر دی جاتی ہیں۔ بعض احادیث میں آنے والے الفاظ اسلمت علی ما اسلفت من الخیر اس کی دلیل ہیں۔ لہذا صحابی کی تعریف میں ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا موقف ولو تخلصت ردة، فی الاصح ہی درست ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عوام الناس میں مشہور ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ حالانکہ صحابیت کے لیے ملاقات نبوی شرط ہے جو کہ یہاں مفقود ہے۔ نیز انھیں صحابی کہنا صحیح احادیث کے بھی صریح خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اولیس بن عامر قرنی رضی اللہ عنہ کو تابعی قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((خير التابعين اويس القرني، خير التابعين

رجل من قرن يقال له اويس .))

(صحیح مسلم و سلسلہ صحیحہ)

”بہترین تابعی اولیس قرنی ہے۔ بہترین تابعی قرن کا ایک

آدمی ہے جسے اولیس کہا جاتا ہے۔“

مال داروں کی نیکیوں میں سبقت اور غریبوں کی فکر مندی:

مالدار صحابہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے دوسرے لوگوں سے سبقت لے جاتے جس پر غریب صحابہ فکر مند ہوئے کہ وہ نیکیوں میں مالداروں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نیک اعمال کے لیے بہت حریص تھے، مالی صدقہ، جو انغیاء کی دسترس میں ہوتا ہے، نہ کر سکنے کی بنا پر فقراء صحابہ پریشان ہو جاتے، اسی طرح اگر وہ ساز و سامان کی قلت کی وجہ سے جہاد کے لیے نہ نکل سکتے تو بھی غمزدہ ہو جاتے۔ ان کے حزن و ملال کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں کیا گیا ہے:

﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا آتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا

أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَعَيْنُكُمْ تَفِئُصُ مِنَ

الدَّمَعِ حَزَنًا إِلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ ۝﴾ [التوبة: ۹۲]

”اور نہ ان لوگوں پر (کوئی گناہ ہے) جو آپ کے پاس

كل معروف صدقة .

(صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٠٠٥)

”ہر نیکی صدقہ ہے۔“

ایک اور حدیث نبوی ہے:

كل معروف صدقة وان من المعروف ان

تلقى اخاك بوجه طلق وان تفرغ من دلوك

فى اناء اخيك . (ترمذی، رقم الحديث: ١٩٧٠)

”ہر نیکی صدقہ ہے، تمہارا اپنے بھائی (مسلمان) کو ملنا نیکی

ہے، اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا

بھی نیکی (صدقہ) ہے۔“

ایک اور حدیث نبوی میں کچھ مزید تفصیل بیان کی گئی ہے:

تبسمك فى وجه اخيك لك صدقة ، امرك

بالمعروف نهيك عن المنكر صدقة ،

وارشادك الرجل فى ارض الضلال لك

صدقة ، وبصرك للرجل الردىء البصر لك

صدقة ، واماطتك الحجر والشوك والعظم

عن الطريق لك صدقة ، وافرغك من دلوك

فى دلو اخيك لك صدقة .

(ترمذی، رقم الحديث: ١٩٥٦)

”تیرا مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے۔ تمہارا

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ تمہارا کسی

راستہ بھولے شخص کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔ کسی نابینے کو

سیدھی راہ پر چلانا بھی صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر، کانٹا اور

ہڈی (وغیرہ) ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ تمہارا اپنے ڈول سے

اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔“

اسی طرح خدمت انسانی کے ان اختیاری اور غیر اختیاری کاموں

پر مومن کو صدقہ و خیرات کا ثواب دیا جاتا ہے جن میں کسی نہ کسی طرح

وہ ذریعہ اور سبب بنتا ہے۔ اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ کیجیے:

.....وعونك الضعيف بفضل قُوتك صدقة

وبيانك عن الاغتم صدقة .

(مسند احمد: ١٥٤ / ٥)

”تمہارا اپنی ضرورت سے زائد خوراک سے کمزور کی مدد کرنا

صدقہ ہے۔ اور اپنا مقصود و مدعا بیان کرنے کی طاقت نہ

رکھنے والے شخص کی طرف سے تمہارا وضاحت سے بیان

کردینا صدقہ ہے۔“

.....وتسمع الاصم والابكم حتى يفقه .

(مسند احمد: ٢٠٥ / ٥، صحيح الجامع، رقم

الحديث: ٤٠٣٨)

”بہرے اور گونگے کو سنا (سمجھا) دو یہاں تک کہ اسے سمجھ

آجائے۔“

.....ان سلامك على عباد الله صدقة .

(ايضاً: ٣٢٩ / ٢)

”تمہارا اللہ کے بندوں کو سلام کرنا صدقہ ہے۔“

.....ما من مسلم يغرس غرسا الا كان ما

أكل منه له صدقة ، وما سرق منه له صدقة ،

وما أكل السبع منه فهو له صدقة ، وما اكلت

الطير فهو له صدقة ، ولا يرزؤه احد الا كان

له صدقة . (صحيح بخارى، رقم الحديث:

٦٠١٦، صحيح مسلم، رقم الحديث: ١٥٥٢)

”مسلمان جو چیز کاشت کرتا ہے اس میں سے جو کچھ کھایا

جائے وہ اس کے حق میں صدقہ ہے۔ جو اس میں سے چوری

ہو جائے وہ بھی اس کے حق میں صدقہ ہے۔ اس میں سے جو

درندے کھا جائیں وہ بھی اس کے حق میں صدقہ ہے۔ اس

میں سے جو پرندے کھا جائیں وہ بھی اس کے حق میں صدقہ

ہے اور اسے اس سلسلے میں جو بھی تکلیف یا نقصان پہنچے وہ بھی

اس کے حق میں صدقہ ہے۔“

اسی طرح کسی غیر فعال چیز کو فعال بنا کر نفع بخش بنانا یا کسی ویران (بنجر) زمین کو آباد کرنا بھی صدقہ شمار کیا جاتا ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

من احيا ارضا ميتة فله منها - يعني اجرا .

(مسند احمد: ۳/ ۳۰۴)

”جو شخص مردہ (ویران، بنجر) زمین کو آباد کرے وہ اس کے لیے اجر ہے۔“

حتیٰ کہ خود کھانا اور اپنے بیوی بچوں کو کھلانا بھی صدقہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

(( ما اطعمت نفسك فهو لك صدقة ،

وولدك وزوجتك وخادمك . ))

(مسند احمد: ۴/ ۱۳۲)

”تم جو خود کھاؤ، بیوی، بچوں اور اپنے خادم کو کھلاؤ وہ تمہارے حق میں صدقہ ہے۔“

نماز، روزہ، حج اور ذکر الہی بھی صدقہ ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

(( فله بكل صلاة صدقة وصيام صدقة وحج

صدقة وتسبيح صدقة وتكبير صدقة وتحميد

صدقة . )) (ابوداؤد، رقم الحديث: ۱۲۸۶)

”مومن کو ہر نماز، روزہ، حج، تسبیح، تکبیر اور تحمید پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔“

حدیث زیر نظر میں بھی تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل کو صدقہ شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے۔ (اس کی تفصیل آئے آرہی ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسانِ عظیم ہے کہ اگر کسی مومن سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے تو اسے بھی مومن کے حق میں صدقہ شمار کیا جاتا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

ایمان باللہ وجہاد فی سبیلہ .

”اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔“

میں نے پوچھا کہ کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اعلاها ثمننا وانفسها عند اهلها .

”جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور مالک کی نظر میں جو بہت نفیس (عمدہ) ہو۔“

میں نے عرض کیا: اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تعین صانعا او تصنع لا خرق .

”کسی (مسلمان) کاری گر کی مدد کر یا کسی بے ہنر کا کام کر دے۔“

انھوں نے عرض کیا: اگر میں یہ بھی نہ کر سکا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

تدع الناس من الشر فانها صدقة تصدق بها

على نفسك . (صحیح بخاری، رقم الحديث: ۲۵۱۸، صحیح مسلم، رقم الحديث: ۸۴،

نسائی: ۴۱۳۱، ابن ماجہ: ۲۵۲۳)

”لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کر دو کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے۔“

حدیث زیر نظر سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جائز اور حلال کاموں میں بھی مومن کو صدقہ کا ثواب دیا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وظیفہ زوجیت کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے:

ولك في جماع زوجتك اجر .

”تمہیں اپنی بیوی سے مباشرت کرنے پر بھی اجر ملتا ہے۔“

میں (ابوذر) نے کہا: مجھے اپنی شہوت کی تکمیل پر کیونکر اجر ملے گا؟

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تم بچہ ملنے پر اس کی سمجھ داری

(ہدایت) پر خیر کی امید رکھتے ہو، اگر وہ فوت ہو جائے تو کیا تم ثواب کی امید رکھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اسے پیدا کیا؟ میں نے عرض کیا:

بلکہ اسے اللہ نے ہی پیدا کیا۔



آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے ہدایت دی؟ میں نے عرض کیا: بلکہ اللہ ہی نے اسے ہدایت دی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے رزق دیتے تھے؟ میں نے عرض کیا: بلکہ اللہ ہی اسے رزق دیتا رہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح اسے حلال میں رکھو اور حرام سے بچاؤ، اگر اللہ چاہے تو اسے زندہ کرے اور اگر چاہے تو موت دے اور تمہارے لیے اجر ہوگا۔

(مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۰۵۱۰، صحیح الجامع، رقم الحدیث: ۴۰۳۸)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے ومباضعتک امرأتک صدقہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم اپنی شہوت کی تسکین کرتے ہیں تو ہمیں اجر دیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص حرام جگہ پر تکمیل شہوت کرے تو کیا وہ گناہ گار ہوگا؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم شر (سے بچنے) پر ثواب کی امید رکھتے ہو اور خیر پر اجر کی امید نہیں رکھتے ہو؟

(مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۰۴۰۱)

خواہش کی تکمیل اگر غلط اور حرام جگہ کی جائے تو گناہ ہے اور اگر صحیح اور حلال جگہ پر خواہش کی تکمیل ہو تو ثواب ہوگا۔ اسے قیاس العکس کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک بات کہی تو میں نے ایک اور بات کہہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

من مات يشرك بالله شيئا دخل النار وقلت:

من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة.

(صحیح بخاری و مسلم)

”جو اس حال میں مرا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور میں (ابن مسعود) نے کہا: جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

حدیث کا مقصود یہ ہے کہ اگر مومن اپنی بیوی کے پاس تسکین کی

خطر جائے تو یہ چیز اطاعت اور اجر کا باعث ہوگی۔ بیوی کو خوش کرنے، نیک اولاد کی نیت کرنے، امت محمدیہ میں اضافہ کرنے، بیوی کو بدکاری سے بچانے اور خود کو پاک دامن رکھنے کی نیت ہو تو یہ نیت اور فعل باعث اجر و ثواب ہے۔

امور خیر میں اخلاص نیت شامل ہو تو اجر عظیم ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا خَيْرَ فِي كَيْفِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

[النساء: ۱۱۴]

”ان کی اکثر خفیہ سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی مگر جو شخص صدقہ، یا نیکی یا لوگوں کے درمیان صلح کا حکم دے (تو یہ اچھی بات ہے) اور جو کوئی اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے تو ہم اسے عنقریب بہت بڑا اجر عطا کریں گے۔“

ارشاد نبوی ہے:

((إذا انفق الرجل على اهله وهو يحاسبها فهو له صدقة.)) (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۵، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۰۰۲)

”جب آدمی طلب ثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے:

((انك لن تنفق تبغى بها وجه الله الا اجرت عليها حتى اللقمة ترفعها الى في امرأتك.)) (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۹۹۴)

”اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے تم جو بھی خرچ کرو گے تمہیں اس پر اجر دیا جائے گا حتیٰ کہ اس لقمے پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ کی جانب اٹھاؤ گے۔“



خلاصہ کلام اور حدیث سے مستفاد باتیں:

- ۱: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا مقام اسلام میں ثابت شدہ ہے۔ اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ صحابی نہیں ہیں۔
- ۲: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی جستجو رکھتے تھے۔
- ۳: صحابہ کرام میں مال دار اور غریب دونوں طرح کے لوگ موجود تھے۔
- ۴: مال دار صحابہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اجر کماتے تھے۔ (ضروریات سے زائد مال خرچ کر دینا کمال تقویٰ ہے۔)
- ۵: غریب صحابہ مال نہ ہونے کے باوجود نیکوں میں امراء سے آگے نکلنے کے لیے فکر مند تھے۔
- ۶: صاحب ثروت صحابہ مالی صدقے کے ساتھ ساتھ دیگر امور خیر میں بھی حصہ لیتے تھے۔
- ۷: دولت اگر خیر طلبی کے لیے استعمال ہو تو یہ اللہ کا فضل ہے۔
- ۸: دولت مند اگر صرف مال خرچ کرنے پر ہی اکتفا کریں تو ذکر الہی کا اہتمام کرنے والے ان سے سبقت لے جاتے ہیں۔
- ۹: ہر قسم کی نیکی صدقہ ہے، مثلاً: نماز، روزہ، حج، ذکر، مال خرچ کرنا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا، بھٹکے ہوئے یا نابینا کو راستہ بتانا، راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ازالہ کرنا، کسی کے مدعا و مقصود کو وضاحت سے کہہ دینا، بہرے اور گونگے کو بات سمجھا دینا، کاشت کار کی فصل اور باغ سے پرندوں وغیرہ کا کھا جانا، ویران زمین کو آباد کرنا، کاری گر کی مدد کرنا، بے ہنر کا کام کر دینا، حقوق زوجیت پورے کرنا، دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ دینا وغیرہ۔
- ۱۰: صدقہ صرف مالی ہی نہیں بدنی بھی ہوتا ہے۔
- ۱۱: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر شخصی آزادی کے خلاف نہیں۔
- ۱۲: شرعی مسائل کی عقلی توجیہ پیش کرنا درست انداز ہے۔
- ۱۳: شرعی حدود میں رہتے ہوئے خواہشات کی تکمیل زہد و تقویٰ کے منافی نہیں۔ (بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔)

- ۱۴: ازدواجی زندگی شرعی احکام ماننے میں رکاوٹ نہیں بلکہ معاون ہے۔ (امت محمدیہ کے افراد کی کثرت مستحسن ہے۔)
- ۱۵: احادیث میں لوگوں کے اشکالات کا حل موجود ہے۔
- ۱۶: حرام اور ممنوع مقامات پر خواہشات کی تکمیل باعث وبال ہے۔
- ۱۷: کسی مسئلے میں اگر کسی کو کوئی اشکال ہو تو اس کا ازالہ کرنا چاہیے۔ (دل جوئی شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کرنی چاہیے۔)
- ۱۸: تمام اعمال میں خلوص نیت کا ہونا ضروری ہے۔
- ۱۹: حقوق اللہ اور حقوق العباد ہر قسم کی پاس داری کرنا ضروری ہے۔
- ۲۰: دین اسلام صرف عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ اس میں معاشی، معاشرتی اور عائلی زندگی کے احکام بھی ہیں۔ (باقی آئندہ)

### ضروری اعلان

ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے خواتین و حضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:

- ⊙ مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
- ⊙ مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام و صفحہ نمبر مکمل تحریر فرمائیں۔
- ⊙ جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے ارسال کر دیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔
- ⊙ مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے اداه معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون کریں گے۔ (منیجر)

# ادارہ تبلیغ اسلام جام پور

۱۷

ادارہ ہذا طویل عرصے سے دین حق کی ترویج و اشاعت اور دعوت و تبلیغ میں کوشاں اور سرگرم عمل ہے۔ ملک کا یہ منفرد ادارہ ہے جس کی طرف سے بڑے پیمانے پر دیہی لٹریچر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ ملک کے طول و عرض میں ہزاروں مقامات پر بہ ذریعہ ڈاک لٹریچر پہنچایا جا رہا ہے۔

## تعارف ادارہ

ادارہ ہذا کے تحت علاقے کی معروف درس گاہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث قائم ہے جس میں زیر تعلیم طلباء کی مکمل کفالت کی جاتی ہے۔ تعلیمی و اقتصادی اخراجات کے علاوہ وظائف بھی دیے جاتے ہیں۔

## جامعہ محمدیہ

ادارہ ہذا کے تحت قائم شعبہ خدمت خلق میں آمدہ عطیات سے غریب لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔ موٹریں، نلکے، پٹکے، پارچات، بستر وغیرہ مستحق لوگوں کو بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ مکانات کی تعمیر میں بھی اعانت کی جاتی ہے۔

## شعبہ خدمت خلق

ادارہ ہذا کے تحت قرآن فنڈ بھی قائم ہے۔ اس فنڈ میں موصولہ اعانت سے قرآن مجید مترجم، احسن البیان، تفسیر ستاری و دیگر تفاسیر مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔ اپنے اور اپنے مرحوم پیاروں کے لیے صدقہ جاریہ میں شامل ہونے کا یہ سنہری موقع ہے۔

## قرآن فنڈ

تمام مخیر احباب سے پر زور اپیل ہے کہ زکوٰۃ، عشر، صدقات و عطیات مد سے خصوصی تعاون ارسال فرما کر صدقہ جاریہ کے اس عظیم مشن میں شامل ہوں۔ رمضان المبارک میں خصوصی توجہ کی درخواست ہے۔

## تعاون کی خصوصی اپیل

۱: اکاؤنٹ نمبر 03-1107-00166008-1107 حبیب بینک جام پور، بنام ادارہ تبلیغ اسلام  
۲: اکاؤنٹ نمبر 9-1142-0201000493-1142 مسلم کمرشل بینک جام پور، بنام جمعیتہ اہل حدیث

بہ ذریعہ  
بنک

فون نمبر: 0333-8556473

جملہ خط و کتابت اور ترسیل زر

محمد یسین راہی، مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور، پنجاب۔ پاکستان

## انسانی زندگی، فکری و شعوری ارتقاء

پروفیسر عبدالعظیم جانبا، سیالکوٹ



میں محفوظ کر لیا تھا، اسی طرح 'حس' واہمہ، مدرکات حسی کے معنی و مفہوم یعنی ان کی باطنی شکل و صورت کا ادراک کرتی ہے اور محفوظ رکھنے کے لیے ان تاثرات کو اپنے سے اگلی حس میں منتقل کر دیتی ہے، جسے 'حافظہ' (Memory) کہتے ہیں۔

۴- حس حافظہ:

یہاں محسوسات کے مفہوم یعنی معنوی وجود کو اس طرح سے محفوظ کیا جاتا ہے جیسے اُن کی ظاہری شکل کو 'حس خیال' میں محفوظ کیا گیا تھا۔

۵- حس متصرفہ:

پانچویں اور آخری باطنی حس 'متصرفہ' کہلاتی ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ 'حس مشترک' میں آنے والی ظاہری صورت کو 'حس واہمہ' میں حاصل ہونے والے معنی سے اور 'حس خیال' میں محفوظ شکل و صورت کو 'حس حافظہ' میں محفوظ مفہوم کے ساتھ جوڑ دیتی ہے۔ یوں انسان مختلف الفاظ سن کر ان کا مفہوم سمجھنے، مختلف رنگ دیکھ کر ان میں تمیز کرنے اور مختلف ذائقے چکھ کر ان میں فرق معلوم کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

اس طرح یہ پانچوں حواس باہم مل کر ایک خاص نقطے تک پہنچتے ہیں، جسے 'علم' (Knowledge) کہا جاتا ہے، یہاں ادراک (Perception) 'علم' میں بدل جاتا ہے۔ اگر یہاں 'حس مشترک' موجود نہ ہو تو یہ پانچوں حواس بے بس ہو کر رہ جائیں، اگر ان میں 'حس واہمہ' صحیح نہ ہو تو ہم سب کچھ دیکھیں گے لیکن جان کچھ نہ سکیں گے، آواز تو سنائی دے گی مگر اس کا مفہوم سمجھ میں نہیں آ سکے گا، چیز کو ہاتھوں سے چھوا تو جا رہا ہوگا مگر نرم اور سخت چیزوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاسکے گا۔

حواسِ خمسہ باطنی:

جس طرح محسوسات ظاہری کے لیے قدرت نے پانچ حواس (Five Senses) تخلیق فرمائے ہیں، اسی طرح عقل انسانی میں بھی پانچ مدرکات پیدا کیے گئے ہیں جنہیں حواسِ خمسہ باطنی کہا جاتا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حس مشترک، ۲- حس واہمہ، ۳- حس متصرفہ، ۴- حس خیال، ۵- حس حافظہ۔

۱- حس مشترک:

انسانی عقل کا یہ گوشہ حواسِ ظاہری کے تاثرات کو وصول کرتا ہے، حواس کے اولین تاثرات اس حصہ عقل میں پہنچ کر جذب ہو جاتے ہیں، مثلاً: جب ہم اپنی آنکھ سے کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو انسانی عقل کے اس حصے پر اس کی تصویر مرتب ہو جاتی ہے، اسی لیے اسے 'لوح النفس' بھی کہتے ہیں۔

۲- حس خیال:

حس خیال کا کام یہ ہے کہ وہ حس مشترک میں پہنچنے والی مدرکات اور محسوسات کی تصاویر اور شکلوں کی ظاہری صورت کو اپنے اندر محفوظ کر لیتی ہے، مثلاً: جب ہم لفظ 'میں' بولتے ہیں تو اس لفظ کی ظاہری صورت یعنی 'میم'، 'ی' اور 'نون غنہ' ہے۔ چنانچہ اس کے ظاہر کا یہ تاثر حس مشترک پر منعکس ہوتا ہے اور یہ تاثر بصورتِ تصویر 'حس خیال' میں محفوظ ہو جاتا ہے۔

۳- حس واہمہ:

جس طرح محسوسات کی ظاہری شکل و صورت کو 'حس مشترک' نے حواسِ ظاہری سے وصول کیا تھا اور 'حس خیال' نے اسے اپنے ریکارڈ

حواسِ خمسہ باطنی کی بے بسی:

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ 'حواسِ خمسہ ظاہری' علم تک رسائی حاصل کرنے کے لیے 'حواسِ خمسہ باطنی' کے محتاج ہیں۔ جب تک حواسِ ظاہری کے مددِ کات ان پانچوں حواسِ باطنی سے گزر کر ایک صحیح نتیجہ تک نہ پہنچیں اس وقت تک حواسِ ظاہری کے ذریعے محسوس کیے جانے والے تمام مادی حقائق علم کی شکل اختیار نہیں کر سکتے، گویا حواسِ خمسہ ظاہری کسی شے کو محسوس تو کرتے ہیں، اسے معلوم نہیں کر سکتے۔

دوسری طرف عقل اور اس کے پانچوں باطنی حواسِ مکمل طور پر 'حواسِ خمسہ ظاہری' کے محتاج ہیں، اگر آنکھ دیکھنے سے، کان سننے سے، ناک سونگھنے سے اور زبان چکھنے سے محروم ہو تو تمام عقلی حواس مل کر بھی کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے، لہذا جہاں حواس عقل کے محتاج ہیں وہ خود عقل بھی حواس کی محتاج ہے۔

اگر کسی بچے کی پرورش کا آغاز اس کی پیدائش کے معاً بعد ایسے مقام پر کیا جائے جہاں کوئی آواز اس کے کان میں نہ پڑے پائے تو وہ پچاس سال کی عمر کو پہنچ جانے پر بھی کچھ بول سکے گا اور نہ سمجھ سکے گا، وجہ فقط یہ ہے کہ ہم جو کچھ اپنی زبان سے بولتے ہیں یہ دراصل اُن آوازوں کا نتیجہ ہوتا ہے جو کانوں نے سنیں اور جنہیں عقل نے حافظے میں محفوظ کر لیا۔ جب کوئی شخص اپنے کان سے کچھ سن ہی نہیں سکا اور اس کی عقل الفاظ، حروف، لہجوں اور آوازوں کو محفوظ ہی نہ کر سکی تو جس طرح اس کا دماغ الفاظ کے معاملے میں سفید کاغذ کی طرح کورا رہا، اسی طرح اُس شخص کو اپنی کیفیات، حاجات اور خواہشات کے بیان پر بھی قدرت حاصل نہ ہو سکی۔

اب یہ طے پا گیا کہ انسانی عقل کی پرواز صرف وہیں تک ہوتی ہے جہاں تک حواس اپنا کام کرتے ہیں، چنانچہ جو حقیقت ہماری باصرہ، سامعہ، لامسہ، ذائقہ اور شامہ قوتوں کی دسترس سے باہر ہو اس کا ادراک عقل بھی نہیں کر سکتی۔ حواس کے خام مال کے بغیر عقل ایک عضو معطل ہے اور عقل کے بغیر سارے کے سارے حواس عبث و بے کار ہیں، پس انسان کو جو ذرائع عطا کیے گئے ہیں وہ ایک دوسرے کے

محتاج ہیں، اس لیے 'حواسِ خمسہ ظاہری' اور 'حواسِ خمسہ باطنی' (عقل) کی فعالیت کے باوجود انسانی زندگی کی حقیقت سے متعلق اکثر سوالات تشنہ طلب رہتے ہیں، مثلاً: یہ کہ انسان کی زندگی کا مقصد (Purpose) کیا ہے؟ انسان کو کس نے پیدا کیا؟ انسان کی تخلیق (Creation) کیسے ہوئی؟ آغازِ کائنات کیسے ہوا اور اس کا اختتام کیسے اور کب ہوگا؟ اس کائنات سے اس کا تعلق کیا ہے؟ اس کائنات میں زندگی گزارنے کے لیے کون سے قانون کی پاس داری کی جائے؟ کون سی چیز اچھی ہے اور کون سی بری؟ ظلم کیا ہے اور انصاف کیا؟ مرنے کے بعد انسان کہاں جاتا ہے؟ آیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے یا ایک نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے؟ اگر وہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے تو اس نظامِ زندگی کا مفہوم کیا ہوا اور اگر مرنے کے بعد نئی زندگی میں داخل ہوتا ہے تو اس کی کیفیت کیا ہے؟ مزید یہ کہ مرنے کے بعد اس سے کوئی جواب طلبی بھی ہوگی یا نہیں؟

یہ وہ بنیادی سوالات ہیں جو انسانی ذہن میں پیدا ہوتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس اگر انسانی زندگی کا مقصد ہے تو انسان کو ان سوالوں کے تسلی بخش جواب چاہئیں۔ جب یہ تمام سوالات انسانی عقل پر دستک دیتے ہیں تو انسان ان کے جواب کے لیے اپنی آنکھوں کی طرف رجوع کرتا ہے، وہ جواب دیتی ہیں کہ ہم تو خود تیرے باعث معرض وجود میں آئی ہیں..... ہم تیری تخلیق سے پہلے کا حال کیونکر جان سکتی ہیں!..... انسان اپنے 'کانوں' سے پوچھتا ہے..... کان گویا ہوتے ہیں کہ ہمارا وجود خود تیری ہستی کا رہن منت ہے..... جو اشیاء ہمارے دائرہ ادراک سے ماوراء ہیں، ہم ان کا جواب کیسے دے سکتے ہیں!..... انسان اپنی 'قوتِ شامہ' کی طرف متوجہ ہوتا ہے..... وہ جواب دیتی ہے کہ یہ حقائق سونگھنے سے معلوم نہیں ہوتے..... میں ان سوالات کا جواب کس طرح دوں!..... انسان اپنی 'قوتِ ذائقہ' سے پوچھتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ ان مادی حقیقتوں کو چکھا نہیں جاسکتا..... میں بھی مجبور ہوں..... پھر انسان اپنی 'قوتِ لامسہ' سے سوال کرتا ہے تو وہ جواب دیتی ہیں کہ میں ان احوال کو چھو نہیں سکتی..... ان کی نسبت کیا



بتاؤں.....!

الغرض انسان نے 'حواسِ خمسہ ظاہری' میں سے ہر ایک کے دروازے پر دستک دی..... اُن میں سے ہر ایک سے پوچھا کہ بتاؤ ہمارا خالق کون ہے.....؟ زندگی کا مقصد کیا ہے.....؟ مجھے مرنے کے بعد کہاں جانا ہے.....؟ اچھائی اور برائی کا معیار کیا ہے.....؟ مگر انسانی حواس انتہائی در ماندگی کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حقائق کوئی آواز نہیں کہ ہم سن کر بتا سکیں، کوئی رنگ نہیں کہ دیکھ کر جواب دے سکیں، مادی اجسام نہیں کہ چھو کر فیصلہ صادر کر سکیں۔ یوں انسانی حواس کی بے بسی اور عاجزی پوری طرح نمایاں ہو جاتی ہے اور جب یہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ تمام حقائق جن سے انسان کی اخلاقی و روحانی اور اعتقادی و نظریاتی زندگی تشکیل پاتی ہے، وہ پانچوں حواس اس کی زد سے ماوراء ہیں، تب انسان اپنی عقل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کا دامن جھنجھوڑ کر کہتا ہے، اے میرے وجود کے لیے سرمایہ افکار چیز!..... میری زندگی کے بنیادی حقائق سے متعلق مجھے تمام حواس نے مایوس کر دیا..... اب تو ہی اس سلسلے میں میری راہنمائی کر..... مگر عقل بھی اپنے پانچوں حواسِ خمسہ باطنی کی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے انسان! میں تو خود تیرے 'حواسِ ظاہری' کی محتاج ہوں..... جو چیز حواسِ خمسہ ظاہری کے ادراک میں نہیں آ سکتی اس کے متعلق میں کیسے فیصلہ صادر کر سکتی ہوں!..... اگر ظاہری حواس خاموش ہیں تو میرے باطنی حواس کو بھی بے بس و مجبور سمجھ..... اور یوں انسان کے ظاہری و باطنی تمام حواس قطعی طور پر اپنی تنگ دامانی کا اعتراف کر لیتے ہیں۔

۳۔ انسانی قلب کے لطائف خمسہ:

ان تمام حواسِ ظاہری و باطنی کے علاوہ بھی اللہ رب العزت نے انسان کو ذریعہ علم کے طور پر ایک اور باطنی سرچشمہ بھی عطا کر رکھا ہے،

جسے 'وجدان' (Intuition) کہتے ہیں، 'وجدان' بعض ایسے حقائق کا ادراک کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے جن میں حواسِ ظاہری و باطنی نا کام رہ جاتے ہیں۔

وجدان کے بھی پانچ ہی گوشے ہیں جنہیں 'لطائف خمسہ' سے تعبیر کیا جاتا ہے:

۱۔ لطیفہ قلب، ۲۔ لطیفہ روح، ۳۔ لطیفہ سر،

۴۔ لطیفہ خفی، ۵۔ لطیفہ اخفی۔

ان لطائف کے ذریعے انسان کے دل کی آنکھ بینا ہو جاتی ہے، حقائق سے پردے اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں، روح کے کان سننا شروع کر دیتے ہیں اور یوں انسانی قلب بعض ایسی حقیقتوں کا ادراک کرنے لگتا ہے جو حواس و عقل کی زد میں نہیں آ سکتے، لیکن انسانی وجدان کی پرواز بھی محض طبعی کائنات تک ہی محدود ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ اس سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں:

وراء العقل طور آخر تنفتح فيه عين أخرى، فيبصر بها الغيب وما سيكون في المستقبل وأمورا آخر العقل معزول عنها.

(المنقذ من الضلال: ۵۴)

”اور عقل کے بعد ایک اور ذریعہ ہے جس میں باطنی آنکھ کھل جاتی ہے اس کے ذریعے اوجھل حقائق اور مستقبل میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات کو دیکھا جاسکتا ہے اور اُن دیگر امور کو بھی جن کے ادراک سے عقل قاصر رہتی ہے۔“

وجدان طبعی کائنات کے مخفی حقائق کا ادراک کرنے پر قادر ہے لیکن وہ حقائق جو طبعی کائنات کی وسعتوں سے ماوراء ہیں، جو خدا کی ذات و صفات سے متعلق ہیں اور انسانی تخلیق اور اس کے مقصد تخلیق، نیز اس کی موت اور مابعد الموت سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے بارے میں حتمی اور قطعی علم کے سلسلے میں وجدان بھی 'حواسِ خمسہ ظاہری' اور

① امام غزالی رحمہ اللہ کی اس عبارت میں صاحب مضمون نے ”ایک اور ذریعہ“ سے مراد ذریعہ نبوت لیا ہے، جیسا کہ مضمون کے آخر میں انسانی علوم کی بے بسی اور علوم نبوت کی ضرورت کے تحت اس بات کا اظہار موجود ہے۔ اسی لیے ہم نے اس حصے کو مضمون میں باقی رکھا ہے، تاہم امام غزالی رحمہ اللہ کی یہ عبارت بظاہر شکوک و شبہات کو جنم دیتی ہے اور فاضل مضمون نگار کی اس توضیح سے اطمینان قلب نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ادارہ)

انسان کی جسمانی نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کی شعوری اور فکری و علمی نشوونما کا بھی سامان مہیا کر دیا، ورنہ وہ ہمیشہ ہمیشہ حقیقت مطلقہ سے لاعلمی اور جہالت کا شکار رہتا۔ اُسی رب کریم کی شان ربوبیت نے اسے سنبھالا دیا اور اس کا فکر و شعور اپنے ساحل مراد تک پہنچنے کے قابل ہوا۔ اس آخری ہدایت کے بغیر انسانی فکر و شعور ’مست‘، ’عقلیت‘ اور ’تشکیک‘ کے بھنوروں سے نکل کر بالآخر ”لا ادریت“ کے دامن میں اعترافِ ناکافی کر کے سستانے لگا تھا اور اس امر کا برملا اعلان کر رہا تھا کہ انسان حقیقتِ علیا (Ultimate reality) کو نہیں جان سکتا اور حسنِ مطلق (Absolute Beauty) کی جلوہ ریزیوں سے شاد کام نہیں ہو سکتا کہ اسے یکا یک نداشتائی دی:

﴿لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ﴾ [الزمر: ۵۳]

”اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔“

تمہاری جبل، طبعی، حسی، عقلی اور قلبی و وجدانی استعداد نے تمہیں جواب نہ دیا تو کیا ہوا، رب کریم کی رحمت کا دروازہ تو بند نہیں ہوا۔ آہم تجھ پر اپنی ہدایت کا دروازہ کھولتے ہیں اور وہ ہے ”بابِ نبوت“ جس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے تجھے وحی الہی کے نورِ علم سے یوں سرفراز اور منور کیا جائے گا کہ تیرے فکر و شعور کی ساری منزلیں قیامت تک اسی روشنی میں طے ہوتی رہیں گی۔ اس چشمہ نبوت کے ذریعے تیری تمام مایوسیاں ہمیشہ کے لیے ختم کر دی جائیں گی، پھر تیرا فکری ارتقاء اس ’علم بالوحی‘ کی روشنی میں ہمیشہ صحیح سمت میں اس طرح جاری رہے گا کہ اس میں کبھی تعطل نہ آ سکے گا۔

انسانی زندگی کے فکری و شعوری ارتقاء کے سلسلے میں اللہ رب العزت نے حواسِ خمسہ ظاہری، عقل کے حواسِ خمسہ باطنی اور وجدان کے لطائفِ خمسہ کو پروان چڑھایا اور انھیں حقیقت تک پہنچنے کے لیے ذریعہ بنایا، تاہم جو حقائق ان کی حدود سے ماوراء ہیں ان کے لیے علم بالوحی کی ضرورت اپنی جگہ مسلم ہے، ان حقائق سے آگہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے انسانیت کو ہدایت بخشی۔

’عقل‘ کی طرح قاصر ہے، انسان نے یکے بعد دیگرے تینوں ذرائع علم کے دروازوں پر دستک دی، ان میں سے ایک ایک کو پکارا مگر ہر ایک نے اسے مایوس کر دیا۔ کوئی بھی ذریعہ اس کے علم کو حتمیت اور قطعیت نہ دے سکا، اب انسان خدا تعالیٰ کی ذات کو پکارا اٹھتا ہے:

”اے رب کائنات! میں خود اپنی ذات، اس کائنات اور تیری

ذات کو یقینی طور پر سمجھنا چاہتا ہوں، مگر میرے پاس کوئی ایسا

ذریعہ نہیں جو مجھے مطمئن کر سکے، اس لیے اس کائنات میں

میرے لیے علم کا کوئی ایسا سرچشمہ پیدا کر دے، علم کا کوئی ایسا

منبع تخلیق کر دے، جو مجھے ان حقائق کے بارے میں حقیقی

آگہی بخش سکے، جہاں تمام حواسِ ناکام ہو جائیں، وہاں اسے

پکارا جاسکے، جہاں انسانی عقل خیرہ ہو جائے وہاں اس سے مدد

کی درخواست کی جاسکے، جہاں انسانی وجدان بھی نامراد لوٹ

آئے وہاں اس سرچشمہ علم سے فیضان کی بھیک مانگی جائے۔“

انسانی علوم کی بے بسی اور علم نبوت کی ضرورت:

انسان جب پوری طرح اپنی علمی بے بسی اور فکری کم مائیگی کا اعتراف کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ندا آتی ہے: اے انسان! ..... تو نے اپنے علم اور اپنے ذرائع کی بے بسی کا اعتراف کر لیا..... ہم تجھے یہی سمجھنا چاہتے تھے کہ تو کہیں اپنے حواس و عقل اور کشف و وجدان کی بدولت یہ تصور نہ کر بیٹھے کہ میرا علم درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے ..... حقیقت یہ ہے کہ تیرا علم ابھی کائنات کی حقیقتوں کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکا ..... اسی لیے قرآن مجید میں روح کی حقیقت پر بحث کے دوران میں ارشاد فرمایا گیا:

﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [الإسراء: ۸۵]

”اور تمہیں بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے۔“

اے انسان! تجھے جس سرچشمہ علم کی تلاش تھی وہ ہم نے نظام نبوت و رسالت کی صورت میں اس کائنات میں قائم کر دیا ہے۔ چنانچہ علم نبوت اور ہدایت ربانی نے بالآخر انسان پر وہ عظیم احسان کیا ہے کہ جس کی بدولت اس کے شعوری، علمی اور فکری ارتقاء کا سفر اپنی منزل مقصود تک جا پہنچا۔ یہ سب کچھ ربوبیت الہیہ کا پرتو تھا، جس نے



# اندرون ازطعام خالی دارتابینی نور معرفت

روح رمضان یہ ہے کہ روزہ دار اپنے اندرون (شکم) کو خالی رکھے تاکہ فکر و نظر اور قلب و ضمیر اللہ تعالیٰ کی پہچان کے نور سے متور رہیں۔ تکثیر عبادت کے لیے تغلیب غذا ضروری ہے۔ اس سے روحانی صحت حاصل ہوتی ہے اور جسمانی صحت بھی۔ بلندی فکر یہ ہے کہ مایہ برکات و مقدس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد پر توجہ رہے۔ اپنی ذات کی نفی سے خدمت کا اعلا مرتبہ و مقام حاصل ہو جاتا ہے اور پھر درجات انسانی معراج پاتے ہیں۔

مدیریتہ الحکمہ کے باغ ہمدرد میں کاشت کردہ نباتات سے تیار شدہ "تن شکہ" صحت اور توانائی کا ایک لطیف ذریعہ ہے۔

افطار: باغ چھوٹے چمے برابر تن شکہ پانی میں ملا کر افطار کیجیے۔ خوش ذائقہ اور لطیف تن شکہ ایک بہترین افطاری ہے۔

سحر: باغ چھوٹے چمے برابر تن شکہ دودھ یا پانی میں ملا کر نوشی ہاں کیجیے۔



ایک روزہ اور  
مستحب نباتات کا  
صحت افزا مرکب

## تن شکہ

توانائی کا ایک لطیف ذریعہ

ہمدرد

ہمدرد نے عالمی مشروب روح افزا  
اور تن شکہ بنایا

حق تعالیٰ جل شانہ پاکستان کو مستحکم و دائم فرمائیں۔ عظمتیں اور رفعتیں عطا فرمائیں۔  
آپ کا ہمدرد۔ ملک و ملت کا ہمدرد۔ پاکستان کا ہمدرد

ہمدرد کے شائق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:  
www.hamdard.com.pk

مَدَنی سائنس اور ثقافت کا عالمی مشروب۔  
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خرید لے لیں۔  
جانر مصالح بین الاقوامی شہر علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔  
اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک بنیں۔

# علم دین کی آہشار

اللہ تعالیٰ اپنے فضل خاص سے دارالدعوة السلفیہ کی ہر ضرورت ہمیشہ پوری فرماتا رہا اسی طرح محبین دارالدعوة السلفیہ کو جب بھی علم ہوا یا ہم نے جب بھی ان کو پکارا تو انھوں نے بتوفیقہ تعالیٰ لبیک کہتے ہوئے اپنی بے لوث اور بے پایاں محبتوں سے ہم کو سرشار کر دیا۔

محبین کرام! رواں سال ختم ہونے یعنی رمضان المبارک آنے والا ہے۔ اس لیے دارالدعوة السلفیہ شدید مالی بحران سے دوچار ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دین مبین کے سینکڑوں نہیں ہزاروں ادارے اللہ تعالیٰ کے فضل خاص اور ان اہل خیر کے دم قدم سے رواں دواں ہیں جن کے مال کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ پسند فرماتا ہے، ہر ادارہ اپنے اپنے مقام پر حسب توفیق تعلیمی، تدریسی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ لیکن دارالدعوة السلفیہ خصوصاً اس کا وقیع شعبہ ”محمد عطاء اللہ حنیف لائبریری“ ایک ایسی دینی علمی آہشار ہے جس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اس فیض سے بفضلہ تعالیٰ ہر سال بیسیوں نہیں سینکڑوں تشنگان علم اپنے تصنیفی و تحقیقی ذوق کی سیرابی کر کے گم گشتگان ہدایت کی راہنمائی کرتے اور ان کو دلائل و نصوص سے مالا مال کرتے ہیں۔ اس لائبریری میں کم و بیش چھوٹی بڑی اٹھارہ ہزار کتب حوالہ (Refrence books) خصوصاً علوم قرآن و حدیث اپنے تمام متعلقات کے ساتھ، مسلک حقہ اہل حدیث یعنی مسلک محدثین اور علمائے اہل حدیث کی تصنیفات کا ایسا ذخیرہ ہے جس سے استفادہ کے لیے اندرون پاکستان کی تقریباً تمام یونیورسٹیاں اور بیرون ملک یونیورسٹیوں کے طلبائے علم بھی مستفید ہوتے ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ مجاہد علم و دین ہماری اس درخواست پر فوری توجہ فرما کر حسب سابق دین کی اس جھلملاتی شمع کی بقا میں ہر ممکن کوشش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ بذریعہ ڈاک یا بذریعہ بینک اپنا تعاون ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً

دارالدعوة السلفیہ، 31- شیش محل روڈ، لاہور

فون نمبر: 042-37354406

ہفت روزہ الاعتصام، کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0541-01200-2466-4

دارالدعوة السلفیہ، کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 01-262-0335-2

الائیڈ بینک، بلال گنج برانچ، لاہور

## مرحبا! ماہِ صیام

مرحبا! اے ماہِ تسبیح و صلوات      مرحبا! اے دورِ غفران و نجات  
مرحبا! شہرِ تراویح و سحر      دل کو حاصل ہے سرور آنکھوں کو نور  
اے کہ تُو ہے رحمت پروردگار      تیری آمد، آمدِ فصلِ بہار  
رات دن سجدوں میں ہیں پیشانیاں      ہر نفس اک محفلِ روحانیاں  
کیا بہارِ قراءت و تجوید ہے      اہلِ دل، اہلِ نظر کی عید ہے  
تابعِ فرمانِ حق ہیں روزہ دار      احتسابِ نفس ہے جن کا شعار  
زہد اور پاکیزگی کا دور ہے      ان دنوں دنیا کا عالم اور ہے  
زرہ کیا ہے؟ نفسِ امارہ شکن      امتزاجِ صحتِ روح و بدن  
مسجدیں آباد ہیں، معمور ہیں      ہر قدم پر جلوہ ہائے طور ہیں  
ہر مسلمان آج خوش اوقات ہے      یادِ حق، ذکرِ خدا دن رات ہے  
یہ مبارک اور مقدس صبح و شام  
اُنزل القرآن فی شہرِ الصیام

(ماہر القادری)